تسمیہ وتحمید

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم ۔امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

ان الله وملئکته یصلون علی النبی یا ایهاالذین آمنوا صلوا علیه وسلمو تسلیما

الصلوة والسلام علیك یا سیدی یا رسول الله

وعلیٰ الك واصحابك یا سیدی یا نور الله

الله رب محمد صلی علیه وسلما

نحن عباد محمد صلی علیه وسلما

الحمد للمتوحد بجلاله المتفرد

وصلوة مولنا علی خیر الانام محمد

والآل امطار الندی والصحب سحب عوائد

لاهم قد هجم العدی من کل شأو ابعد

لکن عبدك آمن اذمن دعاك یؤید

یارب یارباه یا کنز الفقیر الفاقد

بك التجی بك ادفع فی نحر کل مهدد

انت القوی فقونی انت القدیر فأید

فالی العظیم توسلی بکتابه وباحمد

وآدم صلوتك والسلام علی اطیب الاجود

واجعل بها احمد رضا عبدا بحرز السید

تصدیق مشرف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصدیق کی جاتی ہے کہ زیر نظر مقالہ

،،نبی اکرم ﷺ کے خدام صحابہ و صحابیات کا تعارفی مطالعہ ،،

جس کو ہمارے ادارے کے شہادت عالمیہ کے طالب علم ملازم حسین رضوی نے تحریر کیا انہوں نے میری زیر نگرانی سارا مقالہ بفضلہٖ تعالیٰ خود تحقیق کر کے مرتب کیا ہے اور جہاں ضرورت پیش آتی مجھ سے راہنمائی حاصل کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل حبیب کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کامیابی سے ہم کنار فرمائے ۔۔آمین

دستخط مشرف ____________

انتساب

شمس العلماء المشائخ

پیر طریقت، رہبر شریعت، مخدوم اہلسنت

الحاج قاضی ابوالفیض

محمد فضل رسول حیدر رضوی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

قائد اہلسنت، پروردہ آغوش ولایت، پیر طریقت، مخدوم اہلسنت، نبیرہ محدث اعظم پاکستان

حضرت صاحبزادہ قاضی محمد فیض رسول حیدر رضوی صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ محدث اعظم پاکستان

رئیس جامعہ محدث اعظم اسلامک یونیورسٹی رضا نگر چنیوٹ

کے نام جن کے فیض کرم سے ناچیز کو مقالہ ھذا پر لب کشائی کی سعادت ملی

ع ایں سعادت بزور بازو نیس

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

محتاج نظر

ملازم حسین رضوی

مقدمہ

حمد وصلوۃ کے بعد! دین اسلام کا بنیادی مقصد لوگوں کو سیدھے راستے کی راہنمائی فراہم کرنا اورانہیں باطل کی تاریکیوں سے نکال کرحق کی دیدہ زیب روشنیوں میں لانا قرار دیا گیا ہے اس کے نتیجہ میں انہیں دنیاوآخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرنا، سعادت دائمی کا حامل بنانا اورایک صالح اور یکتا معاشرے کا قیام اسلامی نظریہ حیات ہے۔اسی مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی سرکار دوعالم حضرت محمد ﷺ کومبعوث فرمایا آپ کے مقصدِ بعثت کواس تعبیر قرآنی سے واضح کردیا،،ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو ا من قبل لفی ضلال مبین،، ترجمہ: وہی توہےجس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے (محمد ﷺ) کوپیغمبر بنا کر بھیجا جوان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اوران کو پاک کرتے ہیں اورخدا کی کتاب اوردانائی سکھاتے ہیں اوراس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔(1) لہٰذا لوگوں کوتوحیدو عبادت الٰہی کی طرف دعوت دینا، ان کے نفوس کا تزکیہ کرنا، مزاج انسانی اور معاشرہ میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہر چیز کا قلع قمع کرنا حضور ﷺ کا مقصدرسالت قرار دیا گیا۔حضور ﷺ نے اس مقصد کواپنااوڑھنا بچھونا بنا کر دن رات ترویج اسلام کے لیے جدوجہد فرمائی اورللّٰہیت سے بھر پور محنت ودعوت کوقبول فرمالیا اور ایک مبارک جماعت کوکھڑا کیا جومقصد پیغمبر ﷺ کو لے کر حرکت میں آئے اورروئے زمین کے چپہ چپہ تک پیغام حق پہچانے کا حق ادا کردیا اس جماعت پیغمبر کے تربیت یافتہ افراد نے دین حنیف کی آبیاری کیلئے نفس ونفس کوقربان کیا اور پرچم اسلام کوکفر کے قلعوں میں گاڑ کر ہی دم لیا جونہی ایمان نے ان کے قلوب میں جگہ پکڑی یہ خدائے وحدہ لاشریک پر یقین محکم کی نعمت عظمٰی سے سرفراز ہوتے چلے اور قرآن کی زبانی انکی عظمت کے نغمے گونجنے لگے،،

والسابقون الاولان من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضو عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھارخالدین فیھا ابدا ذلك الفوز العظیم

ترجمہ : جن لوگوں نے سبقت لی (یعنی سب سے پہلے ایمان لے آئے) مہاجرین میں سے بھی اورانصار میں سے بھی اورجنھوں نے نیکوکاری کے ساتھ انکی پیروی کی خداان سے خوش ہےاور وہ خدا سے خوش ہیں اوراس نے ان کے لیے باغات تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں اور ہمیشہ ان میں رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے(2) ایک جگہ یوں عدالت وعظمت صحابہ کا اعلان ہوتا ہے..

ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئك ھم الرشدون ترجمہ :اورلیکن اللہ تعالی نے تمہارے نزدیک ایمان کوایک محبوب چیز بنادیا اوراس کوتمہارے دلوں میں سجادیا اورکفر اور گناہ اورنافرمانی سے تم کو بیزار کردیا یہی لوگ راہ ہدایت پر ہیں(3)

ایک اورجگہ ارشاد ربانی ہے

محمد رسول اللہ ولذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلك مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل ترجمہ : محمد اللہ کے رسول ہیں اور جولوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل (اے دیکھنے والے) توانکودیکھتا ہے کہ (خدا کے

آگے) جھکے ہوئے سربسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اسکے خوشنودی طلب کررہے ہیں (کثرت) سجود کی وجہ سے انکی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں انکے یہی اوصاف تورات میں ہیں اور یہی اوصاف انجیل میں ۔(4) ہر مسلمان کے لیے اسوۂ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو اپنانا اور انکے نشان قدم کی پیروی کرنا لازم قرار دیا گیا ہے ہم پر لازم ہے کہ ہم حکمتِ صدیق اکبر، پختگی فاروق اعظم ، حیاء عثمان غنی، علم علی، نرمی حسن ، مضبوطی حسین ، سیاست معاویہ، شجاعت حمزہ، تقوی معاذ، یقین عباس، تفقہ ابن مسعود، توکل ابو ہریرہ، زہد ابی ذر ، سخاوت عبدالرحمان ، عبادت ابن عمر تواضع انس ، صدق حذیفہ، اور تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہر خوبی کو اپنی زندگیوں میں زندہ کریں اور ہمیں چاہیے کہ ہم صحابہ کرام کے طرز عمل پر زندگی بسر کریں ۔ یہ مقالہ چونکہ خدام صحابہ وصحابیات کے بارے میں ہے اس لیے لفظ صحابی کی معرفت کا حصول ضروری ہے ۔**لغت کے اعتبار** سے صحابی طول صحبت اور کثرت ہم نشینی والے شخص کو کہتے ہیں اور ساتھ ساتھ اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو معمولی وقت بھی کسی کے ساتھ رہا ہو(5)

اصطلاحی تعریف میں کئی اقوال ہیں لیکن بنیادی طور پر دو نظریے زیادہ شہرت رکھتے ہیں **ایک** اکثر محدثین اور اصولیین کا نظریہ اور **دوسرا** بعض اصولیین کا نظریہ اکثر محدثین اور اصولیین کے نزدیک صحابی کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ حضرت امام اسحاق الکوسج کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے کہا،، ھل للصحبة حد : کیا صحبت کے لیے کوئی حد ہے؟ تو امام احمد بن حنبل نے فرمایا ،، لا ومن صحب النبی ﷺ ولو ساعة فھو من اصحاب النبی ﷺ یعنی جس شخص نے بھی ایک لمحہ کے لیے حضور ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو تو وہ حضور ﷺ کے اصحاب میں سے ہے(6)

حضرت عبدوس بن مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے رسالہ میں امام احمد بن حنبل سے ان الفاظ کے ساتھ صحابی کی تعریف منقول ہے،، کل من صحبة سنةً او شھرا او یوما او ساعةً او را ہ فھو من اصحابہ لہ من الصحبة علی قدر ما صحبة :یعنی ہر وہ شخص صحابی ہے جس نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اختیار کی ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی یا اس نے صرف حالت ایمان میں آپ ﷺ کو دیکھا اور اسے اس قدر شرف صحابیت حاصل ہے جس قدر اس نے صحبت اختیار کی ہے(7) عن عمرا ن بن حصین رضی اللہ عنہ یقول قال رسول اللہ ﷺ خیر امتی قرنی ثم الذین یلو نھم ثم الذین یلو نھم قال عمران فلادری اذکر بعد قرنہ قرنین او ثلاثاً ثم ان بعد کم قوماً یشھدون ولا یستشھدون ویخونون ولا یؤتمنون وینظرون ولا یوفون یظھر فیھم السمن ترجمہ :حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے رویت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جو ان کے بعد ہوں گے اور پھر جو ان کے بعد ہوں گے حضرت عمران فرماتے ہیں مجھے یاد نہیں کہ کہ اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر فرمایا یا تین زمانوں کا اور پھر فرمایا تمہارے بعد ایسی قوم آئے گی کہ وہ گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی جائے گی وہ خیانت کریں گے حالانکہ وہ امین نہیں بنائے جائیں گے وہ نذریں مانیں گے اور انکو پورا نہیں کریں گے اور ان پر چربی چڑھی ہوگی(8) عن عائشة قالت سئل رجل النبی ﷺ ای الناس خیر قال القر ن الذی أنا فیہ ثم الثانی ثم الثالث ترجمہ :حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا کہ کون لوگ بہتر ہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے بہتر اس زمانے کے لوگ ہیں جس میں میں ہوں اس کے بعد دوسرے زمانے کے

اوراس کے بعد تیسرے زمانے کے(9) یہ مقالہ ایک مقدمہ تین ابواب اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ پہلا باب صحابی کی تعریف اور اسکی شرائط کے بیان میں ہے اس میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل صحابی کی تعریف کے بیان میں دوسری فصل صحابی کی شرائط کے بیان میں۔ اور دوسرا باب خدام صحابہ وصحابیات کے تعارف کے بیان میں ہے جس میں دو فصلیں ہیں پہلی فصل خدام صحابہ کے تعارف میں جبکہ دوسری فصل خدام صحابیات کے تعارف میں۔اور تیسرا باب خدام صحابہ وصحابیات کی خدمات وکردار کے بیان میں اس میں بھی دو فصلیں ہیں پہلی فصل خدام صحابہ کی خدمات وکردار میں اور دوسری فصل خدام صحابیات کی خدمات وکردار میں اور خاتمہ فوائد ونتائج بحث کے بیان میں ہے۔

آخر میں ان تمام شخصیات کا شکریہ ادا کرنا حق اور واجب ہے جن کی محنت ومعاونت اس مقالہ کی تکمیل میں شامل حال رہی میرے مربی ،میرے محسن، میرے استاذ محترم استاذ العلماء جامع المعقول والمنقول، پیر طریقت، رہبر شریعت، حضرت علامہ مولنا ابوالحماد مفتی محمد محبّ النبی رضوی صاحب دامتبرکاتھم العالیہ ، استاذ العلماء، فقیہ اہلسنت حضرت علامہ مولنا مفتی محمد طیب رضوی صاحب ، میرے استاذ گرامی مناظر اہلسنت ،استاذ العلماء حضرت علامہ مولنا مفتی محمد قاسم صاحب رضوی ، استاذ العلماء حضرت علامہ مولنا محمد صادق رضوی جن کے ایما پر اس مقالے کو شروع کیا گیا اور تکمیل تک آپ کی معاونت وتوجہ شریک سفر رہی۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس عمل کی برکتیں عطا فرمائے اور اس کے ثواب سے نوازے۔۔آمین بجاہ النبی الامین

محمد ملازم حسین رضوی

متعلم جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم جہانیاں

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فصل اول صحابی کی تعریف

امام بخاری (رحمۃ اللہ تعالی علیہ) کے نزدیک صحابی کی تعریف

امام بخاری علیہ الرحمہ صحابی کی تعریف یوں بیان کرتے ہیں

،،ومن صحب النبی ﷺ او راہ من المسلمین فھو من اصحابہ،،

کہ مسلمانوں میں سے جس نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو یا فقط آپ ﷺ کو دیکھا ہو تو وہ شخص آپ ﷺ کا صحابی ہے(1)

حافظ خطیب بغدادی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک صحابی کی تعریف :

حافظ خطیب بغدادی قاضی محمد بن طیب سے نقل کرتے ہیں کہ اہل لغت کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ لفظ صحابی صحبۃ سے مشتق ہے اور اسکی کوئی معین مقدار نہیں بلکہ ہر اس شخص پر بولا جاتا ہے جسے کسی کی تھوڑی یا بہت صحبت نصیب ہوئی ہو پس رسول اکرم ﷺ کی تھوڑی یا بہت صحبت پانے والا صحابی ہے(2)

امام احمد بن حنبل (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک صحابی کی تعریف :

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

،،کل من صحبۃ سنۃ او شھدا او یوما او ساعۃ او رآہ فھو من اصحابہ لہ من الصحبۃ علیٰ قدر ماصحبہ و کانت سابقتہ مع و نظر الیہ،،

ہر وہ شخص جس نے ایمان کی حالت میں ایک سال یا ایک مہینہ یا ایک گھڑی صرف آپ ﷺ کی صحبت اختیار کی ہو یا زیارت کی ہو تو وہ صحابی ہے اس کو اپنی صحبت رسول اکرم ﷺ کے ہمراہ اعمال صالحہ میں سبقت اور زیارت کی مقدار کا ثواب ملے گا(3)

امام ابوالحسن علی الجزری ابن اثیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے نزدیک صحابی کی تعریف :

علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ صحابی کی تعریف میں محدثین نے اختلاف کیا ہے کہ امام ابوبکر احمد بن علی حافظ اپنی سند سے سعید بن مسیّب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہم صحابہ میں اسی شخص کو شمار کرتے ہیں جو ایک سال یا دو سال رسول خدا ﷺ کے ہمراہ رہا اور اس نے ایک یا دو جہاد آپ کے ساتھ کیے ہوں۔ اور واقدی کہتے ہیں کہ ہم نے اہل علم کو دیکھا اور وہ کہتے تھے کہ جس شخص نے رسول خدا ﷺ کو دیکھا اور بالغ ہو کے مسلمان ہوا اور دین کی بات کو سمجھ سکتا ہو اور اس نے اسے پسند کیا ہو تو وہ

ہمارے رسول خدا ﷺ کے اصحاب میں سے ہے اگر اس نے صرف ایک ہی گھڑی آپ کی صحبت اٹھائی ہو مگر آپ ﷺ کے صحابہ کے کئی طبقے ہیں باعتبار فضائل ومناقب اور قدیم الاسلام ہونے کے اور امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے اصحاب وہ لوگ ہیں جنہوں نے ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی آپ ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ کو دیکھا ہو۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری کہتے ہیں کہ جو مسلمان نبی پاک ﷺ کی صحبت میں رہا یا اس نے آپ ﷺ کو دیکھا وہ آپ کے اصحاب میں سے ہے۔ اور امام ابو حامد غزالی نے کہا کہ صحابیت کا نام اسے اطلاق پاتا ہے جس نے آپ کی صحبت اٹھائی ہو پھر باعتبار لغت کے اس نام کے حاصل کرنے میں صرف ایک گھڑی کی صحبت بھی کافی ہے مگر عرف اہل حدیث اس نام کو اس شخص کے ساتھ خاص کرتے ہیں جسکی صحبت زیادہ ہو۔ اور علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ کے صحابہ ان لوگوں کی اس شرط یعنی طول صحبت کے موافق بھی بہت ہیں کیونکہ رسول خدا ﷺ جب جنگ حنین میں تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ بارہ ہزار آدمی تھے سوا ان بچوں اور عورتوں کے اور قبیلہ ہوازن کے لوگ مسلمان ہو کے آپ ﷺ کے پاس آئے تھے اور انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو قید سے رہا کرایا اور جب حضور ﷺ کی وفات ہوئی تو تمام پاک اور مدینہ منورہ آدمیوں سے بھرا ہوا تھا اور تمام قبائل عرب جو آپ کے پاس آئے مسلمان تھے پس ان تمام لوگوں کے لئے صحبت ثابت ہے اور بے شک جنگ تبوک میں آپ کے ہمراہ بہت مخلوق تھی کہ ایک آدمی بھی ان کا احاطہ نہیں کرسکتا اور ایسا ہی حجۃ الوداع میں اور ان لوگوں کا صحابی ہونا ثابت ہے حالانکہ صحابہ کرام کے تذکرے نویسوں نے صرف اسی قدر یعنی تقریباً سات آٹھ ہزار کو ذکر کیا ہے باوجود کہ ان میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کے لئے صحبت ثابت نہیں ہے اور ایک ہی شخص کو کئی کئی مقام پر ذکر کر دیتے تھے مگر یہ لوگ معذور ہیں اس وجہ سے کہ جس صحابی نے روایت نہیں کی اور نہ اس کا ذکر کسی روایت میں آیا ہے اس کے معلوم ہونے کی کیا سبیل ہے (4)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک صحابی کی تعریف :

علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ صحابی کی تعریف سب سے صحیح تعریف جو مجھے معلوم ہوئی وہ یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی خاتمہ ہوا ہو جس کی بنا پر ہر وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو خواہ اس کی نشست زیادہ دیر رہی ہو یا کم۔ اور جس نے آپ ﷺ سے روایت کی یا نہیں کی۔ اور جس نے آپ ﷺ کو دیکھا اگرچہ آپ ﷺ کی مجلس اختیار نہیں کی اور جو کسی معذوری (مثلاً نابینا پن) کی وجہ سے آپ ﷺ کو نہیں دیکھ سکا۔ یہ جو انہوں نے اجماع کا مسئلہ بیان کیا ہے اس میں ہم انکی موافقت نہیں کرتے میں نے تو ان کا کلام صرف اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ جنات صحابہ ہیں۔ کیا فرشتے صحابہ کرام میں شامل ہیں؟ یہ بات محل نظر ہے بعض کا کہنا ہے کہ اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ کیا آپ ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے یا نہیں؟ تو امام فخر الدین رازی نے اسرار التنزیل میں اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے اس نقل میں ہم یہ اعتراض کر سکتے ہیں بلکہ شیخ تقی الدین سبکی نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ آپ ﷺ فرشتوں کی طرف بھی مبعوث تھے دلائل میں آپ نے بہت سی چیزیں پیش کیں جن کی شرح طویل ہو جائے اس مسئلہ کی اصل پر بنیاد رکھنے کی درستی اور صحت میں اشکال ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔ یہ تعریف محققین کے نزدیک ہے جیسے امام بخاری اور ان کے شیخ احمد بن حنبل اور جو ان دونوں کے پیروکار ہیں زیادہ صحیح اور پسندیدہ قول پر مبنی ہے اس صحیح قول کے

علاوہ شاذ اقوال بھی ہیں جیسے کسی نے کہا ہے کہ وہ شخص صحابی شمار ہوگا جس میں چار اوصاف میں سے کوئی ایک وصف ہو جس کی نشست زیادہ دیر رہی ہو، یا اس کی روایت یاد کی گئی ہو، یا یہ بات محفوظ ہو کہ اس نے آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا ہو، یا وہ آپ ﷺ کی موجودگی میں شہید ہوا ہو۔ اسی طرح جس نے صحابیت کی درستگی کیلیے عقل وتمیز تک پہنچنے کی شرط لگائی یا مجالست کی شرط لگائی اگر چہ وہ تھوڑی ہو۔ ایک جماعت نے مطلقاً کہا ہے کہ جس نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہے وہ صحابی ہے جسے سن تمیز پر محمول کیا جائے گا اس لیے کہ جس کی عمر سن تمیز نہیں اس کی طرف رؤیت دیدار کی نسبت کرنا صحیح نہیں ہے۔ ہاں یہ تب صادق آسکتی ہے جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا ہو تو وہ اس حیثیت سے صحابی ہوگا اور روایت کی حیثیت سے تابعی ہوگا کیا اس میں وہ شخص شامل ہوگا جس نے آپ ﷺ کا جسد اقدس دیکھا اور ابھی تک آپ ﷺ کی تدفین نہیں ہوئی جیسا کہ اس طرح کی صورت حال ابوذ ؤیب ہذی شاعر کے ساتھ پیش آئی اگر یہ واقعہ درست ہے تو محل نظر راجع یہی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں داخل نہیں ہیں۔ کسی شخص کے صحابی ہونے کے بارے میں جس سے پہچان ہوتی ہے آئمہ کے اقوال مجمل ہیں اگر چہ اس کی صراحت بیان نہیں ہوئی اور ابن ابی شیبہ نے جس طریق سے نقل کیا ہے اس سے کوئی حرج نہیں کہ غزوات میں صرف صحابہ ہی کو امیر بنایا جاتا تھا اور ابن عبدالبر کا قول ہے کہ مکہ پاک اور طائف میں 10ھ میں جو شخص بھی تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا اور حجۃ الوداع کے موقع پر نبی پاک ﷺ کے ساتھ حاضر تھا اسی طرح کا قول اوس اور خزرج کے بارے میں بھی ہے کہ نبی پاک ﷺ کے آخری زمانہ میں ان میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا کہ وہ اسلام میں داخل نہ ہوا ہو اور نبی پاک ﷺ فوت نہیں ہوئے کہ ان میں سے کوئی کفر کا اظہار کرتا ہو۔ لیکن صحابی کی تعریف یہ ہے کہ علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ صحابی وہ ہے جس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اور ایمان پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو اور ہر وہ شخص صحابہ کرام میں شمار ہوگا جس کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی خواہ وہ تھوڑی دیر تک ہوئی ہو یا زیادہ ہوئی ہو۔ اور جس شخص نے آپ ﷺ سے روایت کی یا نہیں کی اور آپ ﷺ کی معیت میں جہاد کیا یا نہیں کیا اور جس نے صرف آپ ﷺ کو دیکھا اگر چہ آپ ﷺ کی مجلس کو اختیار نہیں کیا۔(5)

مولانا عبدالرزاق بھترالوی کے نزدیک صحابی کی تعریف :

علامہ عبدالرزاق بھترالوی صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ

،،ھو من لقی النبی ﷺ مؤمناً به و مات علی الاسلام ولو تخللت روۃ فی الاصح،،

آپ فرماتے ہیں کہ ملاقات سے مراد عام ہے خواہ ساتھ بیٹھنا پایا گیا ہو، یا آپ کے ساتھ چلنے کا موقع پایا گیا ہو اگر چہ کلام نہ بھی کیا ہو۔ یا ایک دوسرے کو دیکھنا پایا گیا ہو خواہ بنفسہ ہو یا بغیرہ۔ بغیرہ سے مراد یہ ہے کہ بچے کو باپ نے اٹھا کر نبی اکرم ﷺ سے ملاقات کرائی ہو اور اس کا حالت ایمان پر خاتمہ ہوا ہو تو وہ بھی صحابی ہے۔ اور بعض حضرات نے کہا کہ صحابی وہ ہے جس نے حالت ایمان میں نبی اکرم ﷺ کو دیکھا ہو لیکن یہ تعریف کامل نہیں ہے اس لیے کہ یہ تعریف نابینا صحابہ کرام کو شامل نہیں جیسے حضرت ابن مکتوم نابینا تھے اس لیے تعریف میں ملاقات کے الفاظ ہی بہتر ہیں۔ مؤمن کی قید سے کافر نکل گئے اور ،،مات علی الاسلام،، کی قید سے مرتد نکل گئے جیسا کہ عبداللہ بن جحش اور ابن خطل مرتد ہو گئے تھے ،،ولو تخللت ردہ،، سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص نے حالت ایمان میں اسلام قبول کیا پھر مرتد ہو گیا لیکن پھر آپ ﷺ کی ظاہری حیات میں ہی مسلمان ہو گیا پھر خاتمہ ایمان پر ہوا تو وہ صحابی ہے اگر آپ ﷺ کی ظاہری حیات کے بعد ایمان لایا تو کیا وہ صحابی رہے گا یا نہیں؟ صحیح یہی ہے کہ وہ صحابی رہے گا جیسا کہ اشعث بن قیس

مرتد ہو گیا تھا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہو گیا تھا ان میں سے چند وہ صحابہ کرام بھی ہیں جنہوں نے شرف صحابیت تو پایا لیکن انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کوئی روایت نہیں کی اور ان سے بلند مقام والے وہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت کو لازم پکڑا اور آپ سے روایت ذکر کیں اور آپ کے ساتھ کلام بھی کیا اور ان سے بلند مقام والے وہ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی صحبت کو لازم پکڑا اور آپ کی معیت میں جہاد کیا اور آپ کے جھنڈے کے نیچے جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔(6)

دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک صحابی کی تعریف :

اسوہ صحابہ کامل میں عبدالسلام ندوی صحابی کی تعریف کے بارے میں لکھتا ہے کہ صحابی صرف اس شخص کو کہتے سکتے ہیں جس نے کسی کی طویل صحبت اٹھائی ہو عرفاً اس شخص کو صحابی نہیں کہہ سکتے جس نے کسی سے ایک گھنٹہ کی ملاقات کی ہو یا اس کے ساتھ چند قدم چلا ہو یا اس سے کوئی حدیث سنی ہو بلکہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک صحابی صرف اس شخص کو کہہ سکتے ہیں جس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو یا ایک غزوات میں شرکت کا موقع ملا ہو اور کم از کم اس نے دو سال تک آپ ﷺ کے ساتھ قیام کیا ہو اور بعض لوگوں کے نزدیک صحابی صرف اس کو کہتے ہیں جس نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث کی روایت کی ہو اور بعض لوگوں کے نزدیک صحابی ہونے کے لیے صرف طویل صحبت کافی نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ اس نے آپ ﷺ کی صحبت بغرض حصول علم وعمل اختیار کی ہو۔ چنانچہ علامہ سخاوی فتح المغیث میں لکھتے ہیں کہ ابوالحسن نے معتمد میں کہا ہے کہ صحابی وہ ہے جس نے بطریق اتباع آپ کی طویل صحبت اٹھائی ہو اور آپ ﷺ سے علم حاصل کیا ہو جن لوگوں نے اس کے بغیر آپ کی طویل صحبت اٹھائی یا اس مقصد کو تو پیش نظر رکھا لیکن طویل صحبت نہیں اٹھائی مثلاً وفود میں آنے والے لوگ تو وہ صحابی نہیں۔ بعض لوگ ہر اس مسلمان کو صحابی کہتے ہیں جس نے حالت بلوغ اور حالت صحتِ عقل میں آپ ﷺ کو دیکھا۔ بعض لوگوں کے نزدیک آپ کا دیکھنا بھی ضروری نہیں بلکہ ہر اس مسلمان کو صحابی کہہ سکتے ہیں جو عہد رسالت میں موجود تھا۔ چنانچہ قاضی عبدالبر نے الاستیعاب میں اور ابن مندہ نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اسی شرط کی بنا پر صحابہ کے ساتھ بہت سے ان لوگوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جو آپ ﷺ کے عہد میں موجود تھے مگر آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ لیکن درحقیقت یہ لوگ صحابی نہیں تھے بلکہ اس سے مقصود یہ تھا کہ اس زمانہ کے تمام لوگوں کے حالات کا استقصاء کر لیا جائے۔ محدثین کی ایک جماعت جس میں امام احمد علی بن مدینی اور امام بخاری بھی شامل ہیں صحابی کا خطاب صرف ان لوگوں کو دیتے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کو حالت اسلام میں دیکھا ہے بلکہ آنکھوں سے سے دیکھنا ضروری نہیں صرف آپ کی ملاقات کافی ہے مثلاً حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم نابینا تھے اس لیے یہ آپ ﷺ کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکے لیکن ان کا شمار صحابہ کرام میں ہوتا ہے کیونکہ ان کو آپ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل تھا۔ ان لوگوں کا استدلال یہ ہے کہ لغت کی رو سے ہر اس شخص کو صحابی کہہ سکتے ہیں جس نے زمانہ کی کسی ساعت میں ایک شخص کی صحبت اٹھائی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ وہ شخص جس نے ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک منٹ تک رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی یا آپ کو صرف دیکھا وہ صحابی ہے۔ (۷) ان تمام اقوال سے ثابت ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ ﷺ کے عہد مباک میں پیدا ہو کر سن بلوغ کو پہنچے وہ صحابی نہیں ہیں چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی اصابہ میں لکھتے ہیں کہ صحابی میں ان بچوں کا ذکر بالکل الحاقی ہے کیونکہ ظن غالب یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دیکھا ہوگا۔ لیکن بعض لوگوں کے نزدیک یہ بھی صحابہ کی جماعت میں شامل ہیں۔ چنانچہ مولنا عبدالحی ظفر الامانی میں لکھتے ہیں کہ مرجع یہ ہے کہ یہ لوگ بھی صحابہ میں داخل ہیں البتہ ان کی حدیث حدیث مرسل ہے لیکن وہ مرسل مقبول ہے۔ اور اسی طرح جن لوگوں نے آپ ﷺ کو

بعد وصال دیکھا تھا وہ بھی صحابہ کی جماعت میں داخل نہیں چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمہ اصابہ میں لکھتے ہیں کہ راجح قول یہ ہے کہ یہ لوگ صحابی نہیں ہیں۔ جو مسلمان آپ کے زمانے میں موجود تھے لیکن ان کو آپ ﷺ کا دیدار نصیب نہیں ہوا وہ صحابی نہیں ہیں چنانچہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قسم کے بزرگ ہیں۔ اور جن لوگوں نے اسلام لانے سے پہلے آپ ﷺ کو دیکھا لیکن اسلام لانے کے بعد ان کو آپ ﷺ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی وہ بھی صحابی نہیں ہیں بلکہ ان کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے ۔اب ان اقوال کے مطابق صرف ان لوگوں کو صحابی کہا جا سکتا ہے جنہوں نے ایک مدت تک آپ ﷺ کا شرف صحبت حاصل کیا ہے ، یا کم از کم ایک غزوہ میں آپ ﷺ کے ساتھ شرکت کی یا آپ ﷺ سے احادیث کی روایت کی ہے، یا آپ ﷺ کی صحبت حصول علم وعمل کے لیے اختیار کی ہے، یا مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کو حالت بلوغ وحالت ثبات عقل میں دیکھا ہے یا ، ملاقات کی ہے۔ ان اقوال میں ایک قول آخری جمہور کے نزدیک سب سے زیادہ راجح اور عام مسلمانوں میں مقبول ہے کیونکہ یہ ان تمام صحابہ کو شامل ہے جن سے احادیث کی روایت کی جا سکتی ہے اور ان کو اسوہ حسنہ بنایا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد پہلا یعنی اصولیین کا قول قابل اعتماد ہے کیونکہ اس سے اگر چہ بہت سے وہ صحابہ جنہوں نے صرف رسول اللہ ﷺ کو دیکھا لیکن آپ ﷺ کے فیض صحبت سے کافی زمانہ تک متمتع نہیں ہوئے تھے صحابہ کی جماعت سے نکل جاتے ہیں تاہم اس کے ذریعے سے صحابیت کا ایک بلند معیار قائم ہو جاتا ہے اور تمام اکابر صحابہ کرام اس میں شامل ہو جاتے ہیں ان کے علاوہ اور تمام اقوال درجہ کے اعتبار سے گرے ہوئے ہیں کیونکہ ان میں بعض اس قدر وسیع اور عام ہیں کہ عہد رسالت کا ہر مسلمان صحابہ کی جماعت میں شامل ہو جاتا ہے اور بعض اس قدر محدود ہیں کہ بہت سے کبار صحابہ وصحابیات کی جماعت سے نکل جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ فضیلت کا دار ومدار صرف علم وعمل پر ہے اصولیین نے صحابہ کرام کی جماعت پر اخذ مسائل اور روایتِ حدیث کے لحاظ سے نظر ڈالی اس لیے انہوں نے صرف اس شخص کو صحابی قرار دیا جس نے مدت تک حضور ﷺ کی شرف صحبت حاصل کیا لیکن جمہور کے نزدیک صحابیت کا صرف زہد وتقدس ہے اس لیے ہر اس شخص کو صحابی کہتے ہیں جس نے حالت اسلام میں آپ ﷺ کو دیکھا ہے یا ملاقات کی ہے۔ بستان صحابہ میں محمد ادریس بھوجیانی صحابی کی تعریف میں لکھتے ہیں کہ صحابی، صحابہ اور اصحاب ایک ہی معنیٰ میں استعمال ہوتے ہیں رسول کریم ﷺ کی طرف نسبت سے صحابی ہوگا ۔ بعض اصول حدیث نے صحابی کی تعریف میں رؤیت نبوی کو شرط قرار دیا تو اس سے نابینا حضرات زمرہ صحابیت سے خارج ہو جائیں گے صحابی کی جامع اور کامل تعریف یہ ہے کہ جس شخص نے رسول کریم ﷺ کی حالت ایمان میں ملاقات کی ہو اور اس حالت میں اس کا خاتمہ ہوا اگر چہ اس کی حالت درمیانی بہتر نہ رہی ہو تو وہ کامل صحابی ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صحابی کی تعریف یوں کی ہے کہ جو شخص آپ ﷺ کا ساتھی بنایا اس نے اسلام کی حالت میں آپ ﷺ کو دیکھا پس وہ اصحاب میں شمار ہوں گے صحیح بخاری جمہور امت اور محدثین فرماتے ہیں کہ جس شخص کی رسول کریم ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات ہوئی ہو اور اسلام پر ہی خاتمہ ہوا ہو اگر چہ وہ درمیان میں مرتد بھی ہو گیا ہو وہ مسلمان صحابی ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تدریب الراوی شرح تقریب النووی ص 394 پر صحابی کی تعریف میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد یہ فیصلہ دیتے ہیں کہ صحابی کی سب سے بڑی تعریف یہ ہے کہ جس شخص کی ایمان کی حالت میں رسول کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی اور اسلام پر انتقال ہوا وہ صحابی ہے ہاں جو درمیان میں مرتد ہو گیا تو اس کے متعلق حافظ تقی الدین فرماتے ہیں کہ اس کا صحابہ کرام میں داخل ہونا محل نظر ہے کیونکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمھما اللہ تعالیٰ علیھما نے فرمایا کہ ارتداد سے عمل ضائع ہو جاتا ہے علامہ عراقی فرماتے ہیں کہ اس قول کا متبادر

معنیٰ یہی ہے کہ ارتداد نے سابقہ صحبت کو باطل کر دیا جیسے قرت بن میسرہ اور اشعث بن قیس کہ وصال نبوی کے بعد مرتد ہو گئے تھے اور اور جو شخص مرتد ہو کر پھر رسول کریم ﷺ کی زندگی میں اسلام لے آیا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن ابی سرج تو اس کے صحابہ میں شمار ہونے میں کچھ مانع نہیں مگر شیخ الاسلام حافظ ابن حجر نے اس صورت میں اور وصال نبوی کے بعد ارتداد پھر قبول اسلام دونوں صورتوں میں اس کو صحابی کہا ہے۔ چنانچہ ابن حجر نے فتح الباری میں اور علامہ بدرالدین عینی بھی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اسی تعریف کو اختیار کیا ہے اور اسے جمہور کا مسلک بتایا ہے اور پھر لکھتے ہیں کہ پس اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر پھر اسلام لا یا لیکن پھر رسول کریم ﷺ کو نہ دیکھ سکا تو صحیح بات یہ ہے کہ وہ صحابہ میں شمار ہوگا کیونکہ تمام محدثین کا اتفاق ہے کہ حضرت اشعث بن قیس اور اس جیسے جن لوگوں سے ارتداد ہوا تھا وہ صحابی ہیں۔ نیز حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ جس صحیح ترین فیصلہ پر میں پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ صحابی وہ شخص ہے جس نے ایمان کی حالت میں رسول کریم ﷺ سے ملاقات کی ہو اور اسلام پر اس کا انتقال ہوا ہو۔ پس ہر وہ شخص صحابی ہوگا جس کو طویل عرصہ یا چند لمحے آپ ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی ہو اور جس نے آپ ﷺ سے حدیث روایت کی ہو یا نہ کی ہو۔ اور جس نے آپ ﷺ کی رفاقت میں جہاد کیا ہو یا نہ کیا ہو اور وہ بھی جس نے ایک ہی بار آپ ﷺ کو دیکھا ہو اور اسے آپ ﷺ کے پاس بیٹھنا نصیب نہ ہوا ہو اور وہ بھی جو کسی عارضے (مثلاً نابینا پن) کی وجہ سے آپ ﷺ کو نہ دیکھ سکا ہو یہ تمام صحابہ کرام کی جماعت میں شامل ہیں (7)

شیعہ کے نزدیک صحابی کی تعریف :

شیعہ جماعت کا نامور محقق قاضی نوراللہ شوستری اپنی کتاب ،، مجالس المؤمنین ،، میں لکھتا ہے کہ ،، جاننا چاہیے کہ بنا بر ظاہر ترین اقوال کے کہ صحابی وہ مسلمان ہے جس نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ ملاقات کی ہو جبکہ ایمان لا چکا ہو اور اسلام پر ہی اس کی وفات ہوئی ہو اگر چہ اس کے ایمان لانے اور اسلام پر وفات میں کبھی ردت بھی ہوئی ہو اور ملاقات سے مراد عام ہے کہ پاس بیٹھنا ساتھ چلنا ایک دوسرے کے پاس جانا خواہ آپ ﷺ سے بات نہ کر سکا ہو یا نابینا ہونے کی وجہ سے نہ دیکھ سکا ہو (اس کے بعد ایک مثال دے کر اپنی بات واضح کرتا ہے کہ) صحابہ کرام اسلام و ہجرت میں سبقت آپ ﷺ کی معیت آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت ،آپ ﷺ کے جھنڈے کے نیچے شہادت آپ ﷺ سے تحصیل معرفت، علم و مشاہدہ اور مکالمہ اور آپ ﷺ کے ساتھ رفاقت کے اعتبار سے مختلف درجات کے مالک ہیں اگر چہ شرف صحابیت اور احترام یکساں ہیں صحابی کی پہچان تو تر سے مشہور ہے اور کسی معتبر آدمی کو دینے سے ہو جاتی ہے (8)

فصل دوم صحابی کی شرائط کے بیان میں

بزرگان دین نے صحابی کی چند شرائط بیان فرمائی ہیں

شرط اول :

علامہ محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے یہ ہے کہ جس شخص نے بحالت ایمان ایک لمحہ حضور ﷺ کو دیکھ لیا اسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہو گیا اور اس کے لیے طویل صحبت شرط نہیں البتہ تابعی ہونے

کے لیے اصولیوں کے نزدیک سب سے زیادہ یہ شرط ہے کہ وہ صحابی کی صحبت میں دیر تک رہا ہو فرق صرف یہ ہے کہ اول الذکر میں منصب نبوۃ کی عظمت اور اس کی نورانیت کارفرما ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ کی اگر کٹر جاہل دہاتی پر نگاہ پڑ جاتی ہے تو وہ دانائی کی باتیں کرنے لگ جاتا ہے (9)

شرط دوم :

صحابی کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی ایمان کی حالت میں آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی ہو اگر ایمان کی حالت میں ملاقات نہ ہوئی ہو تو وہ صحابی نہیں ہوگا جیسا کہ مکہ پاک میں حضور ﷺ کو دیکھنے والے اور ملاقات کرنے والے کافر اور منافق بھی بہت تھے لیکن ان کو صحابی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ انہون نے آپ ﷺ کے ساتھ جو ملاقات کی یا آپ ﷺ کو دیکھا تو ان کے دل میں ایمان کی دولت نہیں تھی تو انہوں نے حضور ﷺ کو اپنے جیسا دیکھا جس کی وجہ سے ان کو صحابی نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ان کے دل میں نورِ ایمان نہیں تھا۔ اس دوسری شرط کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی ،، الاصابہ ،، میں فرماتے ہیں کہ ایمان کی شرط سے کافر خارج ہو جائے گا اگر چہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو کیونکہ اسے دوسری مرتبہ ملاقات کا موقع نہیں ملا۔ ہم نے جو یہ کہا کہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے اس سے وہ شخص خارج ہو جائے گا جس کا کسی اور پر ایمان ہوگا جیسے بعثت سے پہلے جن مؤمنین اہل کتاب کی آپ ﷺ سے ملاقات ہوئی کیا وہ شخص صحابہ میں شامل ہوگا جسکی ملاقات آپ سے ہوئی اور اس کا اس پر ایمان ہے کہ آپ ﷺ مبعوث ہوں گے یا وہ شامل نہیں ہوگا یہ بات قابل احتمال ہے انہی میں بحیرا راہب اور اس جیسے لوگ شامل ہیں ہماری شرط یہ ہے کہ آپ ﷺ پر ایمان رکھتے ہوئے کی وجہ سے انسان اور جنات میں سے ہر مکلّف داخل ہوگا مذکورہ شرط کے مطابق جنات سے ایماندار لوگ جن کے نام محفوظ ہیں متعین ہو جائیں گے ابن اثیر نے ابوموسیٰ پر بعض ان جنات کی تخریج کی وجہ سے نکیر کی ہے جن کا ذکر کتاب الصحابہ میں آیا ہے تو جو کچھ میں نے ذکر کیا اس کی وجہ سے نکیر نہیں ہے جبکہ ابن حزم المحلی نے کتاب الاقضیہ میں کہا ہے کہ جس نیا جماع کا دعویٰ کیا اس نے امت پر جھوٹ بولا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت ایمان لائی انہوں نے نبی پاک ﷺ سے قرآن پاک سنا ہے تو وہ فضیلت والے صحابہ ہیں تو دعویدار کے لیے اجماع کہاں سے ثابت ہوا۔ (10)

تیسری شرط :

صحابی ہونے کیلیے تیسری شرط یہ ہے کہ اس کا وصال بھی اسلام پر ہوا ہو۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ نکل گئے جو آپ ﷺ سے حالت ایمان میں ملے تو ضرور لیکن پھر مرتد ہو گئے (العیاذ باللہ) یا ارتداد کی حالت میں مر گئے ان کی تعداد تھوڑی سی ہے جیسے عبید اللہ بن جحش جو ام حبیبہ کا خاوند تھا وہ انہیں کے ساتھ مسلمان ہوا حبشہ میں ہجرت کی بھی لیکن وہاں جا کر عیسائی ہو گیا اور اسی مذہب پر اس کی موت ہوئی یا جیسے عبد اللہ بن خطل جسے اس حالت میں قتل کیا گیا کہ وہ کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا اسی طرح ربیعہ بن امیہ بن خلف۔ اس قسم میں وہ شخص شامل ہوگا جو مرتد ہونے کے بعد مرنے سے پہلے اسلام کی طرف لوٹ آیا چاہے دوسری مرتبہ اسکی نبی پاک ﷺ سے ملاقات ہوئی یا نہیں ہوئی یہ صحیح اور قابل اعتماد ہے۔ (11)

چوتھی شرط :

یہ ہے کہ صحابی کو ایک مدت تک رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نشست و برخاست کا موقع ملا ہو کیونکہ عرف عام میں جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص کا ساتھی یا رفیق ہے تو اس سے صرف یہی سمجھا جاتا ہے کہ اس نے ایک کافی زمانہ تک اس کی صحبت اٹھائی ہے جو لوگ کسی شخص

کو محض دور یا قریب سے دیکھ لیتے ہیں اور ان کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور بات چیت کرنے کا موقع نہیں ملتا ان کو عام طور پر اس کا رفیق اور ساتھی نہیں کہا جا سکتا۔قاضی ابوبکر محمد بن طیب کہتے ہیں کہ اہل لغت کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ صحابی مشتق ہے صحبت سے اور وہ صحبت کی کسی مخصوص مقدار سے مشتق نہیں بلکہ اسکا استعمال ہر اس شخص پر ہوتا ہے جس نے صحبت اٹھائی خواہ کم یا زیادہ اور اسی طرح جس قدر اسم فعل مشتق ہوتے ہیں ان سب کا اطلاق اس فعل کے موصوف پر ہوتا ہے خواہ وہ صفت اس میں کم ہو یا زیادہ اس وجہ سے لوگ بولتے ہیں کہ میں فلاں شخص کی صحبت میں ایک سال تک یا ایک مہینہ یا ایک دن یا ایک گھڑی تک رہا۔پس صحبت کا اطلاق قلیل صحبت اور کثیر صحبت سب پر ہوتا ہے۔اور قاضی موصوف کہتے ہیں کہ مگر باوجود اس کے اس امت مرحومہ کی ہی اصلاح قرار پا چکی ہے کہ وہ لوگ اس نام کو یعنی صحابی کے لفظ کو اس شخص پر اطلاق کرتے ہیں جو کثیر الصحبت ہو اور اس کو اسی شخص کے حق میں جائز جانتے ہیں جو کثیر الصحبت ہو نہ کہ اس پر جس نے ایک گھڑی بھر آپ کی ملاقات کی ہو یا آپ کے ساتھ ایک قدم چلا ہو یا آپ سے کوئی حدیث پاک سنی ہو۔پس اسی وجہ سے ضروری ہوا کہ یہ نام اسی شخص کے لیے بولا جاتا ہے جس کی یہ حالت ہو مگر باوجود اس کے کہ پرہیز گار اور امانت دار شخص کی روایت ایسے شخص سے مقبول ہوتی ہے اور اس پر عمل کیا جاتا ہے اگر چہ اس کی صحبت حضور ﷺ کے ساتھ زیادہ نہ ہو اور اس نے آپ ﷺ سے ایک ہی حدیث پاک سنی ہو اور اگر اس راوی کا یہ کہنا کہ وہ صحابی ہے نہ مانا جائے گا تو اس کی روایت رسول خدا ﷺ سے روکنا پڑے گی۔(12)

فصل اول خدام صحابہ کرام کا تعارف

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

پیدائش :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی ﷺ سے دس سال پہلے شہر مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے آٹھ یا نو سال کی عمر تھی کہ انکی والدہ نے اسلام قبول کرلیا اور آپ کے والد اپنی بیوی سے ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہیں ان کا وصال ہوا آپ کی والدہ ام سلیم نے دوسرا نکاح حضرت ابوطلحہ انصاری سے کرلیا جن کا شمار قبیلہ خزرج کے امیر اشخاص میں ہوتا تھا اور اپنے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے گئیں اور آپ نے انہیں کے گھر پرورش پائی (1)

حالات زندگی :

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے زیادہ مشہور تھے اور پابندی سے حضور ﷺ کی خدمت کرنے والے ہیں۔ان کی کنیت ابوحمزہ ہے حمزہ ایک بقلہ اور دانہ ہے جس میں تیزی ہوتی ہے اور فارسی میں اسے تیرہ تیزک کہتے ہیں مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اسے لا رہے تھے اسی حالت میں حضور ﷺ نے دیکھا اور انہیں ابوحمزہ کی کنیت سے یاد فرمایا اور انہوں نے حضور ﷺ کی دس سال خدمت کی ہے جس وقت ہجرت کر کے حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے تو ان کی والدہ ان کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں لائی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ میرا بیٹا انس آپ کی خدمت میں رہے گا۔پھر حضرت انس سفر وحضر میں آپ ﷺ کی خدمت میں رہے اور حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کبھی مجھے یہ نہ فرمایا کہ یہ کام کیوں نہ کیا اور فلاں کام کیوں نہ کیا اور انکی والدہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ انس آپ کا خادم ہے اس لیے دعا فرمائیں تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی،، یا اللہ حضرت انس کو بہت زیادہ مال اور اولاد عطا فرما اور جنت میں داخل فرما حضرت اس فرماتے ہیں کہ میں نے کثرت مال اور اولاد تو دیکھ لیا اور مجھے امید ہے کہ تیسری دعا دخول جنت کی بھی ضرور قبول ہوگی اور فرماتے ہیں کہ میرت مال میں زیادتی اس حد تک ہوئی کہ میرا انگوروں کا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا اور آپ کی اولاد کی تعداد ایک سو چھ (106) ہے جن میں ستر بیٹے اور باقی بیٹیاں ہیں اور آپ سے دو ہزار دو سو چھیاسی احادیث مروی ہیں۔اور آپ سے کثیر جماعت صحابہ نے روایت لی ہے اور آپ نے بہت سے لوگوں کو فقیہ بنایا۔(2)

وصال باکمال :

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دور اموی میں بصرہ کے اندر وصال فرمایا اور بصرہ میں وصال فرمانے والوں میں سے یہ آخری صحابی تھے۔آپ کے وصال کے بارے مین مختلف روایات ہیں۔جن میں 93ھ، 91ھ یا 99ھ ہے۔اور آپ کی عمر سو سال سے زائد تھی۔آپ نے ولید بن عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں وصال فرمایا اور امام محمد بن سیرین نے آپ کو غسل دیا اور امام محمد بن سیرین آپ کے غلاموں میں سے تھے اور آپ کے گرد ایک سو بیس (120) اولاد جمع ہوئی اور آپ کی تدفین کی گئی۔حجاج بن یوسف کی انتظار نہ کی گئی کیونکہ آپ کی اس سے سخت کلامی ہوگئی تھی اور حجاج بن یوسف آپ پر ایذا رسانی کی طاقت نہیں

رکھتا تھا اسی بنا پر کہ جو انکو صلابت اور حضور ﷺ کی خدمت کی فضیلت حاصل تھی اور اس دعا کا اثر تھا جو آپ نے حضور ﷺ سے سیکھی تھی اس دعا کی قوت سے آپ حجاج بن یوسف پر غالب رہتے تھے اور وہ دعا بہت مشہور ہے۔(3)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی حد بلوغت نہیں پہنچے تھے اور لوگوں سے بہت دور جا کر مکہ معظّمہ کے پہاڑی راستوں میں ہر رعزا اپنے آقا اور قریش کے سردار عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرانے جایا کرتے لوگ انہیں ابن ام عبد کے نام سے پکارتے جبکہ ان کا اصلی نام عبداللہ اور باپ کا نام مسعود تھا یہ ہونہار فرزند نبی اکرم ﷺ کے متعلق کچھ عجیب عجیب سی باتیں سنا کرتا تھا لیکن ان باتوں کی طرف دو وجہ سے دھیان نہ دیتا ایک تو بچپن کا زمانہ تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ اکثر وقت مکی معاشرہ سے بالکل الگ تھلگ گزرتا تھا روزانہ کا یہ معمول تھا کہ صبح سویرے اپنی آقا عقبہ کی بکریاں چرانے چلا جاتا اور رات کو واپس لوٹتا ایک دن یہ مکی نوجوان یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود کیا دیکھتے ہیں کہ دو باوقار بزرگ انکی طرف چلے آرہے ہیں اور وہ دونوں بہت تھکے ہوئے تھے پیاس کی شدت سے ان کے حلق اور ہونٹ خشک ہو رہے تھے ان کے پاس آتے ہی دونوں نے سلام کہا اور فرمایا عزیزم ہمیں ان بکریوں کا دودھ پلاؤ تاکہ اس سے آتش پیاس بجھا سکیں اور اپنی انتڑیاں تر کر سکیں اس ہونہار لڑکے نے جواب دیا،، میں تو ایسا نہیں کر سکتا یہ بکریاں میری نہیں ہیں میرے پاس تو امانت ہیں لیکن ان دونوں نے میری اس بات کا برا نہ منایا بلکہ انکے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے پھر ان بزرگوں میں سے ایک نے کہا ہمیں کوئی ایسی بکری بتایئے جو چھوٹی ہو اور دودھ نہ دیتی ہو تو میں نے انکے قریب ہی کھڑی ایک چھوٹی سی بکری کی طرف اشارہ کیا ایک بزرگ آگے بڑھے ایک ہاتھ سے بکری کی ٹانگ پکڑی اور دوسرا ہوتھ اسکے تھنوں کو لگایا اور ساتھ ہی ساتھ وہ کچھ پڑھ بھی رہے تھے میں نے بڑی حیرانی سے انکی طرف دیکھا اور اپنے دل میں کہا،، بھلا اتنی چھوٹی عمر کی بکریاں بھی دودھ دیا کرتی ہیں؟ لیکن میں نے دیکھا کہ تھوڑی ہی دیر بعد بکری کے تھنوں میں دودھ اتر آیا اور دودھ بھی کثیر مقدار میں تھا دوسرے بزرگ نے ایک پیالہ نما پتھر پکڑا اور اسے دودھ سے بھر لیا دونوں نے جی بھر کر پیا اور مجھے بھی پلایا میں یہ منظر دیکھ حیران رہ گیا جب ہم تینوں خوب سیر ہو گئے تو اس مبارک شخصیت نے تھنوں کو حکم دیا کہ سکڑ جاؤ وہ فوراً سکڑنے لگے یہاں تک کہ وہ اپنی اصلی حالت میں آگئے اس موقع پر میں نے عرض کی از راہ کرم مجھے بھی آپ یہ بابرکت کلام سکھا دیں تو آپ نے فرمایا ابھی آپ بچے ہیں اور یہی واقعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام کی طرف مائل کرنے کا باعث بنا کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ مبارک انسان کون تھے؟ یہ رسول کریم ﷺ اور آپ کے رفیق خاص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان دنوں قریش نے مکہ معظّمہ میں اودھم مچار کھا تھا مسلمانوں کو طرح طرح کی تکالیف پہنچا رہے تھے اس لیے آپ ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ معظّمہ کے ان دشوار گزار پہاڑی راستوں پر چل پڑے اس ہونہار لڑکے نے رسول اکرم ﷺ اور صدیق اکبر سے خلوص دل سے محبت کی اور آپ دونوں کو بھی یہ دیانت اور امانت کی بنا پر بہت پسند آئے اس واقعہ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا اور رسول اقدس ﷺ کو اپنی خدمات پیش کر دیں اور آپ ﷺ نے بھی کمال شفقت سے انہیں خدمت کے لیے قبول کر لیا اای روز سے یہ خوش نصیب فرزند بکریوں کی نگرانی کے فریضہ سے سبکدوش ہو کر سید الانام حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں مصروف ہو گئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود بن غافل ہذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سادس الاسلام، صاحب نعلین، مسواک اور تکیہ وعصا والے تھے مواہب

میں وسادہ یعنی بچھونے کا ذکر کیا تکیہ کا ذکر نہیں کیا یہ تمام چیزیں ان کے سپرد تھیں حضور ﷺ کھڑے ہوتے تو یہ نعلین مبارک آپ کو پیش کرتے اور جب حضور ﷺ بیٹھتے تو یہ پائے اقدس سے نعلین مبارک اتارتے اور اپنی آستین میں محفوظ رکھتے تھے آپ مقربان بارگاہ اور حاضرین مجلس میں سے تھے چنانچہ آنے والے لوگ آپ کو حضور ﷺ کی اہل میں سے خیال کرتے تھے۔آپ کے مناقب اور فضائل بہت زیادہ ہیں اس سلسلہ میں صرف اتنا ہی بتادینا کافی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اپنی امت میں سے اس سے راضی ہوں جس سے عبداللہ بن مسعود راضی ہیں اور اس سے ناراض ہوں جس سے عبداللہ بن مسعود ناراض ہیں۔ بخاری شریف میں حضرت علقمہ سے مروی ہے کہ پس ملک شام گیا اور دو رکعت پڑھ کر دعا مانگی الٰہی مجھے کوئی نیک ہم نشین میسر فرما پھر ایک قوم کی طرف گیا ان کے پاس بیٹھا تو ایک صاحب تشریف لائے اور میرے برابر آکر بیٹھ گئے میں نے پوچھا کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا ابودرداء ہیں میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ کوئی نیک ہم نشین مجھے میسر کرے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ملایا تو میں نے اہل کوفہ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس عبداللہ بن مسعود نہیں ہیں وہ نعلین اور مسند خواب وظرف اور وضو اور طہارت والے یعنی جن کے متعلق یہ خدمتیں تھیں کہ حضور ﷺ جس مجلس میں تشریف فرما ہوں نعلین اٹھا کر رکھیں اٹھتے وقت سامنے حاضر کریں سوتے وقت بچھونا بچھائیں اور اوقات نماز پر پانی حاضر کریں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث پاک میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان عہدوں کو لازم پکڑ و اسے ترمذی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔مرقات میں ہے کہ اسی لیے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت اور قول کو خلفائے اربعہ کے بعد سب صحابہ کے قول پر ترجیح دیتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب سرِ رسول ﷺ ابن مسعود کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بیشک چال، ڈھال، روش میں سب سے زیادہ حضور ﷺ کے مشابہ عبداللہ بن مسعود ہیں اور ابن مسعود کی نسبت امیر المؤمنین حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک گھڑی ہیں علم سے بھری ہوئی۔اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنی امت کے لیے پسند فرمالیا جو کچھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے لیے پسند کرے۔آپ سے خلفاء اربعہ، دیگر صحابہ اور تابعین نے روایت لی ہیں۔آپ کے شاگرد حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے آپ کی زوجہ زینب بنت ابومعاویہ تھیں آپ کا پیشہ قاضی تھا اور آپ شعبہ عمل فقہ اور تفسیر قرآن تھا(4)

وصال :

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ آپ نے مدینہ طیبہ میں وفات پائی اور دوسرا قول یہ ہے کہ آپ نے کوفہ میں 31ھ یا 32ھ یا 33ھ میں وفات پائی اور آپ نے وصیت فرمائی کہ جناب عثمان بن مظعون کے پہلو میں دفن کیا جائے اور کہا تھا کہ بیشک عثمان بن مظعون فقیہ تھے آپ کی نماز جنازہ عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور مدینہ طیبہ میں جنت البقیع میں دفن کیا گیا(5)

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

نام :

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی اور ان کے والد کا نام کعب تھا اور قبیلہ اسلم سے تعلق رکھتے تھے(6)

آپ کا قبول اسلام :

حضرت ربیعہ بن کعب فرماتے ہیں کہ میں ابھی جوان ہی تھا کہ روح نور ایمان سے چمک اٹھی اور میرا دل اسلام کے رموز واسرار سے لبریز ہوگیا جب میں نے دیدار نبی ﷺ کا سرمہ اپنی اانکھوں میں ڈالا تو آپ کی محبت میرے لوں لوں میں سرایت کرگئی آپ کی بے پناہ محبت نے مجھے آپ کے سوا ہر چیز کو بھلا دیا ایک دن میں نے اپنے دل سے کہا اے ربیعہ ! تجھ پہ افسوس ہے بھلا تو اپنے آپ کو رسول اکرم ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کیوں نہیں کر دیتا اس مقصد کے لیے تجھے پہلی فرصت میں بارگاہ رسالت میں عرضی پیش کر دینی چاہیے اگر درخواست قبول ہوگئی تو تیرے بھاگ جاگ اٹھیں گے تجھے قرب کی سعادت بھی نصیب ہوگی اور محبت میں کامیابی بھی اس کے علاوہ دنیا وآخرت کی خیر وبرکت تیری جھولی میں ڈال دی جائی گی یہ سوچتے ہی میں نے بارگاہ رسالت میں درخواست کی یارسول اللہ ﷺ از راہ کرم مجھے اپنا خادم بنا لیجیے آپ نے کمال شفقت مسرت کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اپنی خدمت کے لیے قبول کرلیا ز ہے قسمت وارے خوش نصیبی ایں سعادت بزور باز ونیست ۔۔تا نہ بخشد خدائے بخشندہ ۔ میں خوشی سے جھوم گیا اور اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا میں اس دن سے سائے کی طرح آپ کے ساتھ ہوگیا جہاں آپ ﷺ چلتے میں چلتا جہاں آپ بیٹھتے میں بیٹھتا جس طرف کا بھی رخ کرتے میں آپ کی خدمت کے لیے تیار ہوتا جب آپ میری طرف نگاہ اٹھاتے تو میں فوراً آپ کے سامنے باادب کھڑا ہوتا جب آپ مجھے کسی کام کا حکم دیتے تو پلک جھپکنے سے پہلے اس کام کو سرانجام دیتا اسی طرح میں دن بھر آپ کی خدمت میں مصروف رہتا جب نماز عشا ادا کر لیتے اور اپنے حجرہ میں تشریف لے جاتے تو میں کہیں جانے کی بجائے آپ کے گھر کی دہلیز پر بیٹھ جاتا کہ شاید رات کے وقت آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے اور میں وہاں موجود نہ ہوا تو آپ کو وہ کام کرنا پڑے یہ میرے لیے کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ میرے جیتے آپ خود کام کریں میں نے وہاں ایک ایمان افروز منظر بھی دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ رات کا اکثر حصہ نماز پڑھتے ہوئے گزارتے بسا اوقات سورۃ فاتحہ پڑھنے کی آواز میرے کانوں کو سنائی دیتی اور بعض اوقات آپ وجد میں آکر سورۃ فاتحہ بار بار پڑھتے بسا اوقات (سمع اللہ لمن حمدہ) کی لذت بھری آواز مجھے سنائی دیتی یہ کلمات بھی آپ کمال کیف وسرور اور لذت آشنائی کے انداز میں بار بار دہراتے ۔حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے خادم خاص تھے جو حضور ﷺ کیلیے وضو کا پانی لاتے اور سفر وحضر میں خدمت میں حاضر رہتے تھے اور صحبت قدیم رکھتے تھے انہوں نے حضور ﷺ سے روایتیں بیان کی ہیں اور ان سے تابعین کی جماعت نے روایت لی ہے ۔اور امام بخاری نے ان کی حدیث نقل کی ہے امام المؤرخین محمد بن سعد علامہ عبدالبر نے ربیعہ بن کعب اصحاب صفہ میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ مدینہ منورہ میں ان کا کوئی گھر یا کوئی مخصوص ٹھکانہ نہ تھا بلکہ یہ غریب اور مسکین تھے (7)

وفات :

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ تمام غزوات میں شامل ہوئے اور آپ ﷺ کے وصال تک آپ کے خادم بن کے رہے آپ ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ چھوڑ کر اپنے قبیلہ بنو اسلم میں چلے گئے واقعہ حرہ پیش آنے تک اسی جگہ سکونت اختیار کی اور واقعہ حرہ کے بعد تریسٹھ (63) ہجری کو وفات پائی (8)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

نام ونسب :

آپ کا نام عقبہ اور کنیت ابو عمرو اور سلسلہ نسب یہ ہے عقبہ بن عامر بن عبس بن عمر بن عدی بن عمر بن رفاعہ بن موروعہ بن عدی بن غنم بن ربیعہ بن رشدان بن قیس بن جہینز جہنی ۔آپ کی پیدائش جزیرہ نما عرب میں ہوئی ۔(9)

قبول اسلام :

جب حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اللہ اللہ کیا عجیب منظر ہے رسول اکرم ﷺ کی سواری لوگوں کے درمیان سے کس باوقار انداز سے گزر رہی ہے مشتاق نگاہیں خوشی کے آنسو بہا رہی ہیں دلوں میں شوق دیدار انگڑائیاں لے رہا ہے لبوں پر دل آویز مسکراہٹیں پھیلی ہوئی ہیں لیکن حضرت عقبہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ کے استقبال کی سعادت حاصل نہ کر سکے چونکہ یہ آپ کی آمد سے پہلے جنگل میں بکریاں چرانے کے لیے روانہ ہو چکے تھے اس لیے کہ مدینہ منورہ میں بکریاں چرانے کا کوئی انتظام نہ تھا خطرہ تھا کہ کہیں بکریاں بھوک کی وجہ سے ہلاک نہ ہو جائیں اس دنیائے فانی میں یہی بکریاں انکی کل کائنات تھی لیکن رسول اکرم ﷺ کی تشریف آوری کا چرچہ صرف مدینہ منورہ میں ہی محدود نہ رہا تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ کے قرب وجوار کی وادیوں میں آپ کی تشریف لانے کی خبر پھیل گئی یہ خوش کن خبر حضرت عقبہ بن عامر کو بکریاں چراتے ہوئے جنگل میں ملی حضرت عقبہ بن عامر رسول اکرم ﷺ کے ساتھ اپنی ملاقات کا منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں جب رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے میں اس وقت دور دراز جنگل میں اپنی بکریاں چرا رہا تھا جب مجھے آپ کے تشریف لانے کی خبر ملی تو میں اسی وقت مدینہ منورہ کی جانب چل پڑا جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھ سے بیعت لیں گے؟ آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے عرض کی عقبہ بن عامر تو آپ نے فرمایا کون سی بیعت کرو گے؟ بیعت اعرابی یا بیعت ہجرت؟ میں نے عرض کی بیعت ہجرت کروں گا رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے اس طرح بیعت لی جس طرح دیگر مہاجرین سے بیعت کے بعد میں نے ایک رات وہاں قیام کیا پھر بکریوں کی دیکھ بھال کے لیے جنگل کی طرف روانہ ہو گیا ہم بارہ ایسے اشخاص تھے جو نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے تھے اور ہم مدینہ منورہ سے دور جنگلات میں اپنی بکریاں چراتے تھے ایک دن ہم نے بیٹھ کر مشورہ کیا کہ ہمیں رسول اکرم کی خدمت اقدس میں حاضری دینی چاہیے اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو یہ ہمارے حق میں بہتر نہ ہوگا ہم دینی تعلیمات سے محروم رہ جائیں گے اور نہ ہی اس وحی الٰہی سے فیضیاب ہو سکیں گے جو آپ ﷺ پر نازل ہو رہی ہے ایسا کریں کہ ہم میں سے ہر روز ایک ساتھی مدینہ منورہ جائے اس کی بکریوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری ہم پر ہوگی اور جو کچھ وہ رسو میری اس وقت دلی کیفیت یہ تھی کہ مجھے اپنی بکریوں سے بہت پیار تھا میرا دل نہیں چاہتا تھا کہ اپنی بکریاں کسی کے سپرد کروں میرے ساتھی یکے بعد دیگرے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کے لیے جانے لگے اور مدینی منورہ جانے والا اپنی بکریاں میرے سپرد کر جاتا جب وہ واپس آتا جو کچھ بھی اس نے آپ ﷺ سے سنا ہوتا وہ سب کچھ مجھے سنا دیتا میں وہ دینی احکامات بڑے غور سے سنتا اور انہیں اپنے دل میں بٹھا لیتا کچھ عرصہ بعد میرے دل میں خیال آیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کیا میں ان بکریوں کی وجہ سے رکا ہوا ہوں کیا میں اس دنیاوی مال ومتاع کو رسول اکرم ﷺ کی محبت پر ترجیح دے رہا ہوں بلا یہ بکریاں براہ راست حصول علم میں رکاوٹ بنی رہیں گی یہ سوچ کر میں نے اپنی بکریاں وہیں چھوڑ دیں اور مدینہ منورہ کی طرف چل پڑا تا کہ مسجد نبوی میں قیام کروں اور براہ راست رسول اکرم ﷺ سے دینی علم حاصل کروں حضرت عقبہ بن عامر اپنی

بکریوں کو خیر آباد کہہ کر جوار رسول ﷺ میں اپنی بقیہ زندگی گزارنے کا عزم کیا تھا تو انکے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ آگے چل کر صحابہ کرام میں یہ بہت بڑے عالم، فاضل، قاری، فاتح اور ایک کامیاب گورنر کی حیثیت سے معروف ہوں گے جب وہ اپنی بکریوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی طرف یکسو ہو کر چل دیے تھے تو انکے دل میں یہ خیال تک نہ گزرا تھا کہ وہ اس اسلامی لشکر کے سپہ سالار ہوں گے جسے امام الدنیا، روس البلاد یعنی دمشق کو فتح کرنے کا عظیم شرف حاصل ہوگا اور وہ دمشق کے مشہور دروازے (باب توما) کے نزدیک سرسبز وشاداب باغات میں بنے ہوئے ایک عالی شان گھر میں سکونت پذیر ہوں گے یہ بات انکے تصور میں بھی نہ تھی کہ آگے چل کر انکا شماران قائدین میں ہوگا جنہیں سرسبز وشاداب مصر کو فتح کرنے کی سعادت نصیب ہوگی اور بالآخر بحیثیت شاہ مصر جبل مقطم کی چوٹی پر ایک خوب صورت بنگلے میں رہائش پذیر ہوں گے (10)

حالات زندگی :

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے خادم خاص تھے جو دوران سفر حضور ﷺ کا اونٹ کھینچتے تھے اور امام ذہبی نے کاشف میں ان کی تعریف اس طرح بیان کی ہے کہ وہ امیر کبیر، شریف، فصیح مقری، فرضی شاعر، اور صحابی رسول تھے اور آپ کو غزوہ بحرین کا والی بنایا گیا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کی معزولی کے بعد مصر کے والی ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ سے انہوں نے روایت کی ہیں اور ان سے صحابہ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تابعین میں سے کثیر تعداد نے روایت لی ہے۔ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں حضور ﷺ کا اونٹ کھینچ رہا تھا اور راستہ پہاڑی تھا مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا اے عقبہ سوار ہو جاؤ مگر میں نے اسے بزرگ جانا کہ میں حضور ﷺ کے مرکب پر سوار ہوں پھر میں ڈاکر معصیت ہو جا گی حکم شریف بجالانا چاہیے چنانچہ میں سوار ہوا اور جلدی اتر آیا اور اس کے بعد حضور ﷺ سوار ہوئے اور پھر میں نے حضور ﷺ کی سواری کو کھینچا تو حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی دو سورتیں نہ بتاؤں اور سکھاؤں جن کو لوگ پڑھتے ہیں پھر میں نے عرض کیا ضرور یا رسول اللہ ﷺ بتایئے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں فرمایا وہ سورتیں یہ ہیں،، قل اعوذ برب الناس او ر قل اعوذ برب الفلق ،، جب حضور ﷺ نے مجھے ملاحظہ فرمایا کہ میں ان دو سورتوں سے مسرور نہ ہوا مطلب یہ کہ ان دونوں کی افضلیت اور خیریت سے تمام قرآنی سورتوں کے مقابلے میں خصوصاً سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ وغیرہ سے جو تمام سورتوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں میں مسرور نہ ہوا تو حضور ﷺ صبح کیلیے اترے اور ان دو سورتوں کے ساتھ نماز صبح پڑھی جو کہ سب سے چھوٹی ہیں اور میری طرف نگاہ کرم کر کے فرمایا تم نے دیکھ لیا کہ میں نے انہی دونوں سورتوں کی خیریت اور افضلیت استعاذہ کے باب میں ہے جو جسمانی روحانی تمام آفتوں اور بلاؤں کی دفعیہ کو شامل ہیں اور سفر میں نماز صبح پڑھنا اسی بنا پر ہے۔ (11)

وفات :

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بارے میں مختلف روایات ہیں اور زیادہ روایت یہ ہے کہ آپ نے 58ھ کو وفات پائی (12)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا نام جندب بن جنادہ ہے اور آپ کی کنیت ابوذر ہے آپ کا لقب شیخ

الاسلام ہے اور آپ قبیلہ بنوغفار سے تعلق رکھتے تھے۔آپ نے ابتداء میں اپنا آبائی پیشہ اختیار کیا لیکن حضور ﷺ کی بعثت کی خبر سنی تو مکہ پاک میں آ کر اسلام قبول کر لیا اور آپ کی پیدائش حجاز میں ہوئی۔(13)

قبول اسلام :

حضرت ابوذر غفاری ودان نامی بستی میں قبیلہ غفار میں رہائش پذیر تھے اور اس بستی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل تھی اس لیے کہ عرب تاجروں کے قافلے شام یا دیگر ممالک کو جاتے ہوئے یہیں سے گزرتے تھے قبیلہ غفار کی معشیت کا دارو مدار اسی آمدن پر تھا جو عرب تاجروں کے یہاں قیام کے وقت انہیں حاصل ہوتی تھی اگر تاجر یہاں خرچ کرنے سے گریز کرتے تو قبیلہ غفار کے لوگ لوٹ مار شروع کر دیتے تھے جو چیز بھی انکے ہاتھ لگتی اسے اپنے قبضے میں کر لیتے تھے جندب بن جنادہ کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے تھا انہیں جرت دانشمندی اور دوراندیشی میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا انہیں شروع سے ہی ان بتوں سے دلی نفرت تھی جنہیں انکی قوم پوجا کرتی تھی انہیں اس بات کا بھی شدت کے ساتھ احساس تھا کہ عرب اس وقت عقیدہ کی خرابی اور دینی فساد کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو چکے ہیں یہ ایک ایسے نئے نبی کے منتظر تھے جو لوگوں میں شعور پیدا کرے انہیں حوصلہ دے پھر انہیں گمراہیوں کی اتھاہ تاریکیوں سے نکال کر ایمان اور علم و ہدایت کی روشنی کی طرف لائے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب پتہ چلا کہ مکہ معظّمہ میں نئے نبی کا ظہور ہو چکا ہے تو انہوں نے اپنے بھائی انیس سے کہا آپ ابھی مکہ معظّمہ جائیں سنا ہے وہاں ایک شخص نے نبوۃ کا دعوی کیا ہے اور اس کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ آسمان سے اس پر وحی بھی نازل ہوتی ہے وہاں جا کر غور سے ان تمام حالات کا جائزہ لینا جو اس وقت رونما ہو چکے ہیں بالخصوص یہ پتہ کرنا کہ انکی اصلی دعوت کیا ہے اپنے بھائی کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جناب انیس مکہ روانہ ہو گئے وہاں جا کر سب سے پہلے رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضری دی آپ ﷺ کی مجلس میں بیٹھے غور سے آپ ﷺ کی باتیں سنیں اور وہاں کے حالات کا تفصیلی جائزہ لینے کے بعد واپس لوٹ آئے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑی شفقت ومحبت سے انہیں خوش آمدید کہا اور بڑے اشتیاق سے نبی پاک ﷺ کے متعلق سوالات شروع کر دیے تو جناب انیس نے بتایا کہ اللہ کی قسم میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ تو لوگوں کو اچھے اخلاق کی طرف دعوت دیتے ہیں اور آپ ﷺ کی گفتگو میں ایسی تاثیر ہوتی ہے کہ سننے والا وجد میں آ جاتا ہے اور متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا آپ ﷺ کی گفتگو انتہائی مربوط ہوتی ہے لیکن اس پر شعر گوئی کا اطلاق بھی نہیں کیا جا سکتا حضرت ابوذر نے اپنے بھائی سے دریافت کیا کہ نئے نبی کے متعلق لوگوں کی کیا رائے ہے؟ تو انہوں نے بتایا عام لوگ انہیں جادوگر، نجومی اور شاعر سمجھتے ہیں یہ باتیں سن کر حضرت ابوذر فرمانے لگے پیارے بھائی آپ کے بیان سے دل کو تشفی نہیں ہوئی اب آپ میرے اہل وعیال کا خیال رکھیں اب میں خود صحیح صورت حال کا جائزہ لینے وہاں جاتا ہوں جناب انیس نے کہا ضرور جایئے آپ کے بعد میں اہل خانہ کا خیال رکھوں گا لیکن اہلیان مکہ سے ذرا محتاط رہنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زاد راہ اور پانی کا چھوٹا سا ایک مشکیزہ اپنے ہمراہ لیا اور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لیے مکہ معظّمہ روانہ ہو گئے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل مسافت طے کرتے ہوئے مکہ پاک پہنچے لیکن وہ قریش مکہ سے خوف زدہ تھے اس لیے کہ انہیں پہلے یہ بات معلوم ہو چکی کہ جو بھی حضور اکرم ﷺ سے دل چسپی لیتا ہے قریش مکہ اس کے جانی دشمن بن جاتے ہیں انہوں نے سوچا کہ اب کیا کِیا جائے؟ میں تو یہاں کسی کو جانتا ہی نہیں اگر کسی سے آپ ﷺ کے متعلق دریافت کیا تو ممکن ہے کہ وہ آپ ﷺ کا دشمن ہو اور میرے لیے نقصان دہ ثابت ہو دن بھر انہی خیالات میں پریشان رہے رات ہوئی وہیں مسجد میں لیٹ گئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر ان پر پڑی تو سوچا یہ تو کوئی

اجنبی مسافر معلوم ہوتا ہے ان کے پاس آئے گھر چلنے کی دعوت دی تو آپ رضا مند ہو گئے گھر میں انکی خوب خاطر تواضع کی لیکن مکہ پاک میں آمد کا سبب دریافت کرنے سے عمداً گریز کیا حضرت ابوذر غفاری نے بڑے آرم سے وہاں رات بسر کی صبح ہوئی تو اپنا سامان لے کر مسجد میں تشریف لائے دوسرا دن بھی ایسے ہی گزار دیا رسول اکرم ﷺ کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا رات ہوئی تو مسجد میں ہی لیٹ گئے دوسری رات پھر حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں مسجد میں لیٹے ہوے دیکھا تو خیال کیا کہ اس مسافر کو آج بھی اپنی منزل نہیں ملی اسے پھر اپنے گھر لے آئے دوسری رات بھی خوب انکی مہمان نوازی کی لیکن مکہ معظّمہ میں انکی آمد کا مقصد پوچھنے سے عمداً گریز کیا جب تیسری رات ہوئی تو حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مہمان سے پوچھا کیا آپ مجھے یہ بتا سکتے ہیں کہ مکہ معظّمہ میں آمد کا مقصد کیا ہے؟ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ میرے ساتھ وعدہ کریں کہ آپ میری راہنمائی کریں گے تو میں آپ کو اپنے دل کی بات بتا دیتا ہوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے وعدہ کر لیا تو انہوں نے بیان کیا میں دور دراز سے سفر کر کے یہاں محض اسی لیے آیا ہوں کہ اس عظیم ہستی کی زیارت کروں جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے کانوں سے انکی باتیں سنوں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انکی یہ بات سنی تو خوشی سے انکا چہرہ چمک اٹھا اور فرمایا اللہ کی قسم آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور آپ ﷺ کے متعلق تفصیلی معلومات فراہم کیں راز دارانہ انداز میں فرمایا کہ کل صبح آپ میرے پیچھے پیچھے چلتے آنا اگر میں نے راستے پر کسی مقام پر کوئی خطرہ محسوس کیا تو رک جاؤں گا مگر تم آہستہ آہستہ چلتے رہنا جب میں کسی گھر داخل ہو جاؤں تو تم بے دھڑک میرے پیچھے آجانا تو دوسرے دن صبح کے وقت حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مہمان کو ہمراہ لے کر رسول اکرم ﷺ کے گھر کی طرف روانہ ہوئے طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے چلتے گئے نہایت ہی احتیاط کے ساتھ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھے بالآخر رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچ گئے حضرت ابوذر غفاری نے آپ ﷺ کو دیکھتے ہی کہا السلام علیک یارسول اللہ آپ ﷺ نے جواباً فرمایا وعلیک سلام اللہ ورحمتہ وبرکاتہ تاریخ اسلام میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سب سے پہلے یہ شرف حاصل ہوا کہ انہوں نے مذکورہ الفاظ میں رسول اکرم ﷺ کو سلام کیا اور سلام کا یہی انداز مسلمانوں میں رائج ہو گیا (14)

حالات زندگی :

حضرت ابوذ دغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مکہ مکرمہ میں چوتھے یا پانچویں اسلام لانے والے ہیں اور حضور ﷺ کی بعثت سے قبل بہت عبادت الٰہی کیا کرتے تھے اور آپ بہت ہی قدیم الاسلام صحابی ہیں اور آپ تارک الدنیا، عابد اور زاہد تھے اور دربار نبوت کے بہت ہی خادم خاص تھے۔ انکے فضائل میں چند احادیث وارد ہوئیں ہیں۔ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق یہ حدیث نقل کی ہے جس سے ان پر حضور ﷺ کی کرم نوازی کا اندازہ ہوتا ہے ابوداؤد میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو حضور ﷺ ہمیشہ مصافحہ فرماتے ایک دن میرے بلانے کو آدمی آیا میں گھر میں نہ تھا گھر آیا تو خبر پائی حاضر ہو تو حضور ﷺ تخت پر جلوہ فرما تھے گلے سے لگایا اور جید اور نفیس نہ تھا ان کے اور امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان آیۃ کریمہ،، والذین یکنزون الذھب والفضۃ ،، وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں کے بارے میں نزاع واقع ہوئی اس پر امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیۃ اہل کتاب کی شان میں ہے اور انہوں نے ان کی شکایت کی امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انکو شام

سے مدینہ منورہ بلا کر موضع ربذہ کی طرف روانہ کر دیا یہ مقام مدینہ منورہ سے تین منزل کے فاصلے پر ہے اور وہیں انہوں نے سکونت اختیار کی۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ پاک سے آنے اور اسلام کا واقعہ عجیب وغریب ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیادہ راست گو شخص پر آسمان نے کسی پر سایہ نہ کیا اور زمین نے کوئی بوجھ اٹھایا۔مروی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی عبادت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مساوات رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ جسے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زہد کو دیکھے وہ حضرت ابوذر غفاری کو دیکھ لے۔اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو یہ چاہتا ہے کہ ہدایت، زہد نیکی اور عبادت میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ لوگوں کو دیکھے تو وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھ لے۔ایک روایت میں ہے کہ صدق یعنی نیکی اور راست گوئی ایک روایت میں خلق وخلق یعنی خصلت اور پیدائش آیا ہے۔(15)

وفات :

ابن عبدالبر استیعاب میں نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عالم نزع طاری ہوا تو ان پر ان کی والدہ اور بیوی رونے لگیں آپ نے فرمایا کس چیز نے تم کو رونے پر مجبور کیا انہوں نے کہا ہم کیوں نہ روئیں جبکہ آپ ایک بیابان افتادہ زمین میں سکونت پذیر ہو رہے ہیں اور ہمارے پاس کپڑا ابھی نہیں کہ اس میں آپ کو کفن دیں آپ نے فرمایا میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں جسے میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک ایسی جماعت سے فرمایا جن میں میں بھی تھا کہ تم میں سے ایک بیابان زمین میں رحلت کرے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت آئے گی چنانچہ اس جماعت میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوا اور سب اپنی قوم میں فوت ہوئے ہیں لہذا خدا کی قسم میں وہی شخص ہوں جس کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا اور فرمایا جاؤ راستہ پر نظر ڈالو کہ کوئی جماعت آ رہی ہے ان کی زوجہ نے کہا یہ کونسا وقت ہے کسی جماعت کے آنے کا کیوں کہ حاجی لوگ جا چکے ہیں اور راستہ بند ہو گیا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ اور خوب غور سے دیکھو وہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک ٹیلہ پر چڑھی اچانک میں نے دیکھا ایک جماعت آ رہی ہے جو کیکر کی لکڑیوں پر چادر تانے ہوئے ہے میں نے اپنے آپ کو ان کے پاس پہنچایا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو انہوں نے کہا اے اللہ کی بندی تیرا کیا حال ہے اور تو کون ہے میں نے کہا ایک مسلمان شخص کے نزاع کا عالم ہے اس کے لیے کفن درکار ہے انہوں نے پوچھا وہ کون شخص ہے میں نے کہا ابوذر غفاری انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ کے صحابی ہیں میں نے کہا ہاں اس کے بعد انہوں نے اپنے آباؤ امہات کی تعزیت کی پھر وہ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اس پر ان سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص مجھے کفن نہ دے جو امیر ہو یا عریف یا قاصد یا نقیب لیں جماعت میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جس میں ان صفات میں سے کوئی صفت موجود ہوتی اس پر ایک انصاری جوان نے کہا اے چچا میں آپ کو اس چادر کا کفن دوں گا جو میرے پاس اور چادر دان میں محفوظ ہے جسے میری باندی نے کاتا اور بُنا ہے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ تم مجھے اس کا کفن دینا چنانچہ اس انصاری نے اس چادر کا کفن دیا اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور انہوں نے دفن کیا اور صاحب استیعاب فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے لوگوں نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کیسے تھے تو آپ نے فرمایا وہ ایسے شخص تھے جو ہر ایسی چیز کا علم یاد رکھتے تھے جس سے لوگ عاجز رہ جاتے تھے اور جب تک زندہ رہے تو میں نے نہ انکے کسی اسرار کو کھولا نہ انکی کوئی چیز ظاہر کی۔حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ سے ربذہ کی طرف روانہ کیا تو آپ نے وہیں سکونت اختیار کی اور وہیں آپ کی 31ھ یا 32ھ کو وفات ہوئی اور اصابہ میں ہے کہ 32ھ ہی پر اکثریت ہے انکی نماز جنازہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھی جبکہ وہ کوفی سے آئے تھے اور ان پر بہت دیر تک روتے رہے اور فرمایا کہ اے میرے بھائی اور میرے دوست اکیلے زندگی گزاری اور اکیلے رحلت پائی اور اکیلے ہی اٹھو گے خوشی ہو ان کے لیے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کئی انصاری آدمی بھی تھے اس کے بعد وہ مدینہ منورہ آ گئے اس کے کچھ عرصہ بعد وہ بھی رحلت فرما گئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہی اختلاف لاحق ہوا جو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تھا(16)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

نام ونسب :

آپ کا نام بلال اور کنیت ابوعبداللہ یا ابوحازن ہے اور والد کا نام رباح اور والدہ کا نام حمامہ تھا آپ سراۃ کے رہنے والے تھے یہ مکہ اور یمن کے درمیان ایک مقام ہے اور آپ حبشی نژاد غلام تھے آپ قدیم وصادق الاسلام اور طاہر القلب تھے اور وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اپنا اسلام ظاہر کیا(17)

حالات زندگی :

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت اسلام کا اعلان کیا جب صرف سات آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا جس کی وجہ سے مصائب اور طرح طرح کے مظالم سے آپ کے استقلال اور استقامت کی آزمائش ہوئی ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ امیہ بن خلف حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن اور ایک رات بھوکا رکھتا جب دوپہر خوب گرم ہو جاتی تو انہیں گرم ریت پر پھینک دیتا ریت کی حرارت کا یہ عالم ہوتا کہ اگر اس پر گوشت کا ٹکڑا رکھا جاتا تو اسے بھی بھون لیا جاتا پھر وہ بہت بھاری پتھر لانے کا حکم دیتا وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ اقدس پر رکھ دیتا پھر یہ کہتا بلال تیرے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہے گا حتیٰ کہ مر جاؤ یا معاذ اللہ محمد عربی ﷺ کا انکار کر کے لات وعزیٰ کی عبادت کرنے لگ جاؤ مگر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکار کر دیتے۔اور دوسری روایت کے مطابق حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبداللہ بن جدعان کے غلام تھے جب حضور ﷺ مبعوث ہوئے تو عبداللہ بن جدعان اپنے غلاموں کو لے کر مکہ پاک سے باہر چلا گیا تا کہ اس کے غلام اسلام نہ قبول کر لیں اور اس نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ پاک میں ہی رہنے دیا کیونکہ آپ اس کی بکریاں چراتے تھے اور آپ اپنا اسلام مخفی رکھے ہوئے تھے ایک دن ان بتوں کے پاس آئے جو خانہ کعبہ کے ارد گرد رکھے ہوئے تھے آپ ان پر تھوکنے لگے اور کہتے جا رہے تھے جس نے بھی تمہاری عبادت کی وہ گھاٹے اور نقصان میں رہا۔ایک دن قریش کو ان کے اسلام کا علم ہوا تو انہوں نے عبداللہ بن جدعان کو انکی شکایت کی انہوں نے عبداللہ بن جدعان کو کہا کیا تو صابی ہو گیا ہے تو اس نے کہا مجھ پر الزام کیوں لگایا جا رہا ہے قریش نے کہا تمہارے سیاہ فام غلام نے اس اس طرح کیا ہے ابن جدعان نے قریش کو ایک سو اونٹ دیے انہوں نے انکو بتوں کے نام پر ذبح کر دیا۔ابن جدعان نے قریش کو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پورا اختیار دے دیا کہ وہ انہیں اذیت دیں ممکن ہے کہ آپ ابن جدعان کے بعد امیہ کی ملکیت میں آئے ہوں اور وہ آپ کو اذیتیں دیتا رہتا ہو ورقہ بن نوفل حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے تو آپ احد،احد کے نعرے لگا رہے تھے ورقہ بن نوفل نے کہا ہاں بلال احد،احد؟؟ پھر ورقہ بن نوفل نے امیہ سے کہا بخدا اگر تم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا تو میں انکی قبر

انور کو رحمت الہیہ کی آماجگاہ بنادوں گا روایت میں ہے کہ حضرت سیدنا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خریدا تو انہیں پتھر کے نیچے لٹا کر اذیت دی جا رہی تھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے انہیں ایسی اذیتوں کی کوئی پرواہ نہیں تھی قریش مکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لڑکوں کے سپرد کر دیتے تھے وہ انہیں رسی سے باندھ لیتے اور مکہ مکرمہ کی گھاٹیوں میں گھماتے رہتے مگر آپ احد، احد کے نعرے لگاتے رہتے تھے آپ اذیت کی تلخی کو ایمان کی حلاوت کے ساتھ ملاتے تھے۔(18)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت بلال کو خریدنا :

سیرۃ الحلبیہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزرے اس وقت انہیں اذیت دی جا رہی تھی انکے سینے پر بہت بڑا پتھر رکھا ہوا تھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ بن خلف سے کہا کیا تو اس مسکین کے بارے میں رب تعالیٰ سے نہیں ڈرتا امیہ نے کہا اسے تم ہی نے خراب کیا ہے اسے اس اذیت سے تم ہی بچالو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میرے پاس ایک سیاہ غلام ہے جو حضرت بلال سے زیادہ قوی اور مضبوط ہے جو تمہارے ہی دین پر ہے میں وہ غلام تجھے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عوض دیتا ہوں تو امیہ نے کہا ٹھیک ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا غلام امیہ کو دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کروا دیا۔تفسیر بغوی میں ہے کہ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا مجھے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ سے کہا کہ کیا حضرت بلال کو فروخت کرتے ہو تو اس نے کہا ہاں میں قسطاس دس ہزار دینار غلاموں اور لونڈیوں کے عوض فروخت کردوں گا قسطاس مشرک اور اسلام کا منکر تھا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کا امیہ سے سودا کیا امیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایسی چال چلوں گا جو کسی نے کسی کے ساتھ نہیں چلی ہوگی پھر وہ ہنسا اور اس نے کہا مجھے اپنا غلام قسطاس دے دیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر میں نے قسطاس تجھے دیدیا تو اس کے عوض بلال مجھے دے دے گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے قسطاس تجھے دیا یہ سن کر امیہ ہنسا اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک حضرت بلال نہ دوں گا جب تک آپ مجھے قسطاس کی بیوی ساتھ میں نہیں دیتے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا اگر میں قسطاس اور اس کی بیوی تجھے دیدوں تو کیا حضرت بلال مجھے دیدے گا؟ امیہ نے کہا ہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے قسطاس اور اسکی بیوی تجھے دی یہ سن کر امیہ پھر ہنسا اور اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک بلال نہ دوں گا جب تک آپ قسطاس کی بیوی اور بیٹی نہ دیں تو حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ اگر میں تجھے قسطاس، اسکی بیوی اور بیٹی دیدوں تو کیا بلال مجھے دیدے گا؟ اس نے کہا ہاں تو آپ نے کہا میں نے قسطاس، اسکی بیوی اور اسکی بیٹی تجھے دی یہ سن کر امیہ پھر ہنسا اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک آپ مجھے دوسو دینار نہ دیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تو انسان ہے؟ تجھے جھوٹ بولتے ہوئے شرم نہیں آتی؟ امیہ نے کہا مجھے لات وعزیٰ کی قسم اگر آپ مجھے یہ چیزیں دیدیں تو میں بلال دے دوں گا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں یہ ساری چیزیں تجھے دیتا ہوں اس نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے کیا تو آپ نے حضرت بلال کو آزاد کر دیا۔اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو سات اوقیہ چاندی اور دوسری روایت کے مطابق ایک رطل سونے کے عوض خریدا اس کے علاوہ متفرق روایات ہیں ۔یہ بھی روایت ہے کہ انکے مالک نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر آپ بلال کے عوض صرف ایک اوقیہ چاندی

دیتے تو ہم پھر بھی آپ کو دیدیتے تو آپ نے فرمایا اگر تو ان کے عوض ایک سواوقیہ چاندی مانگتا تو میں وہ بھی تجھے دیدیتا جب حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر ملی کہ حضرت ابوبکر نے صدیق نے حضرت بلال کو خریدا ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بھی ساتھ شریک کر لیتے۔تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر دیا ہے جب آپ نے حضرت بلال کو خریدا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو مجھے اپنے پاس رکھ لیں اور اگر مجھے اللہ تعالیٰ کے لیے خریدا ہے تو مجھے اس کیلیے آزاد کر دیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آزاد کر دیا۔روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں بلال کو خرید لیتا تو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے حضرت بلال کو خریدا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ کیا تو آپ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ان تمام روایات کو جمع کرنا ممکن ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیہ کو ترغیب دلائی کہ وہ حضرت بلال کو فروخت کر دے جب امیہ نے اپنی رضا کا اظہار کیا تو انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف پیغام دیا تو آپ نے حضرت بلال کو خرید کر آزاد کر دیا۔(19)

مؤذن رسول :

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے بعد پہلے مؤذن تھے اعلان عام کیلیے اذان کا طریقہ اپنایا گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے بزرگ ہیں جو اذان دینے پر مامور ہوئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز نہایت ہی بلند و بالا اور دلکش تھی ایک صدا توحید کے متوالیوں تک جاتی تو مرد اپنا کاروبار چھوڑ کر والہانہ وارفتگی کے ساتھ مسجد میں جمع ہو جاتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور اذان دینی شروع کی مگر مکمل نہ کر سکے اس کا واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام گئے تو چھ ماہ بعد خواب میں حضور اکرم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بلال اتنی بے پرواہی کہ ہماری زیارت کو نہیں آتے اس کے بعد اسی وقت مدینہ طیبہ کو روانہ ہوئے جب مدینہ پاک آئے تو سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حالات پوچھے تو لوگوں نے بتایا سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصال فرما گئی ہیں البتہ حسنین کریمین موجود ہیں تو لوگوں نے چاہا کہ آپ سے اذان کی درخواست کریں مگر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بات کریں تو لوگوں نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ وہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کا حکم دیں کہ ان کے حکم کو حضرت بلال نہ ٹال سکیں گے اس کے بعد امام حسین نے آپ کو حکم دیا اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دینے کے لیے اس جگہ کھڑے ہوئے جہاں حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اذان دیا کرتے تھے جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ،،اللہ اکبر ،،کہا تو رسالت مآب ﷺ کے ایام حیات کے تصور اور یاد سے لوگوں پر گریہ طاری ہو گیا اور جب ،، اشھد ان الاالہ الااللہ،، کہا تو رونے کا شور از حد بڑھ گیا اور جب ،،اشھد ان محمد رسول اللہ ،،کہا تو شہر میں زلزلہ سا پڑ گیا اور گریہ وفغاں سے کہرام مچ گیا گویا کہ حضور ﷺ آج دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اور اس کے بعد نہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اذان دینے کی طاقت رہی اور نہ لوگوں میں سننے کی برداشت رہی(20)

وصال :

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دمشق میں وصال فرمایا اور بابِ صغیر کے پاس مدفون ہوئے آپ کا وصال 18ھ یا 20ھ کو ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے حلب میں وصال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔مگر پہلا قول زیادہ راجح ہے آپکی عمر

60 یا 63 سال ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ 70 سال ہوئی۔آپ سے صحابہ کرام کی جماعت کثیرہ نے جن میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ ،حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالی عنہ،حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالی عنہ،ان تمام نے روایت لی ہے اور مدینہ پاک شام اور کوفہ کے کبار تابعین کی جماعت نے بھی روایت لی ہے(21)

حضرت سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ کا تعارف :

حضرت سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ یہ حضور ﷺ کے خادم تھے۔ان کا نام سعد ہے اور بعض سعید بھی نام بتاتے ہیں مگر سعد زیادہ مشہور ہے۔انہیں صحبت کا شرف حاصل تھا اور وہ حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ان سے امام حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں اور ان سے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ایک حدیث پاک نقل کی ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں کچھ کھجوریں پیش ہوئیں پھر لوگوں نے دودوملا کراٹھانا شروع کیں تو حضور ﷺ نے فرمایا دودوملا کرنی کھاؤ امام ذہبی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔اور استیعاب میں کہا گیا ہے کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ نے سعد بن مولیٰ ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے حالانکہ ان سے مروی کوئی حدیث پاک نہیں پائی جاتی مگر ابی عامر کے نزدیک ابی الحرار صالح بن رستم سے اور انہی کو سعید بھی کہتے ہیں اور سعد اکثر واضح ہے اور ان کا شمار اہل بصرہ میں کیا جاتا ہے اور وہی رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ان کے احوال میں صرف اتنا ہی لکھا ہوا ہے کہ ان کا حسب ونسب تحریر نہیں ہے بجز اس کے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے(22)

حضرت افلح بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ کا تعارف :

حضرت افلح بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ یہ حضور ﷺ کے خادم تھے اور حضور اکرم ﷺ کے اونٹ پر راحلہ یعنی کجاوہ باندھنے کی خدمت سرانجام دیتے تھے۔صاحب مواہب لدنیہ نے کہا ہے کہ طبری نے ربیع بن بدر سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کی انہوں نے کہا مجھے ایک آدمی نے بتایا جس کا نا افلح تھا اس نے کہا میں حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک دن حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے افلح اٹھو اور اونٹ پر راحلہ باندھو اور میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے جنابت لاحق ہوگئی ہے اس پر حضور اکرم ﷺ خاموش ہوگئے پھر جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور تیمّم کی آیت لائے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اٹھو اور تیمّم کرو میں نے تیمّم کیا اس کے بعد میں نے راحلہ باندھا اور روانہ ہوگئے یہاں تک کہ ایک چشمہ پر گئے اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جلدی سے اس شیریں پانی سے غسل کرلو حضرت افلح بن شریک حضرت افلح بن شریک رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے تیمّم کا یہ طریقہ بتایا کہ ایک ضرب منہ کے لیے اور دوسری ضرب کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کے لیے مارو۔(23)

حضرت مہاجرِ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ کا تعارف :

حضرت مہاجر ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے اور شرف صحابیت کے ساتھ ساتھ پانچ برس حضور اقدس ﷺ کی خدمت کا بھی شرف حاصل تھا بہت بہادر اور مجاہد تھے مصر کو فتح کرنے والی فوج کے ساتھ تھے کچھ دنوں تک مصر میں مقیم رہے پھر ملحا چلے گئے اور وہاں اپنے وصال تک وہاں مقیم رہے۔اور صحابہ کرام میں مہاجر نام کے بہت ہیں

ایک مہاجر بن حبیب رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جن سمعہ وریا کے بارے میں ایک حدیث پاک مروی ہے اور دوسرے مہاجر بن قنفذ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جو بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور ان کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا ،،ھو المھاجر حقاً ،، اس پر لوگوں نے جانا کہ حضور اکرم ﷺ کا مقصد ان کا نام بیان فرمانا ہے اور تیسرے مہاجر مکی رضی اللہ تعالی عنہ ہیں جن سے مشکوۃ شریف میں حدیث پاک مروی ہے ان کا ذکر کتابوں میں نہیں پایا جاتا اور چوتھے مہاجر سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا اور انکو اہل مصر میں شمار کیا جاتا ہے صاحب استیعاب فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ یہ وہی ہیں جنہوں نے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ کی نعلین شریفین میں دو تسمے تھے یا وہ مہاجر بن زیاد حارثی ہیں جو ربیع بن زیاد کے بھائی تھے اور ایک مہاجر اور ہیں جنکے بارے میں ،،مھاجر رجل من الصحابہ ،، مذکور ہے وہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی نعلین مبارک میں دو تسمے تھے(24)

حضرت حنین مولیٰ عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا تعارف :

حضرت حنین رضی اللہ تعالی عنہ یہ حضرت عبداللہ کے والد حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے غلام تھے یہ پہلے حضور ﷺ کے غلام تھے اور دن رات آپ ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے پھر آپ ﷺ نے انہیں اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت پر مأمور کر دیا اور یہ حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کے غلام ہو گئے لیکن چند ہی دنوں بعد حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے انہیں اس لیے آزاد کر دیا تا کہ یہ دن رات بارگاہ نبوت میں حاضر رہیں اور خدمت کرتے رہیں۔حضور اکرم ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ کو جو غلام دیا کاشف میں کہا گیا ہے کہ حنین مولیٰ عباس رضی اللہ تعالی عنہ ہیں لیکن اسکے حاشیہ میں تہذیب کے حوالے سے لکھا ہوا ہے کہ حنین ، والدِ عبداللہ بن حنین ہیں ہاشمی نے اس کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کیا ہے۔نسائی میں ان سے ایک حدیث معصفر یعنی احرام میں پیلے رنگ کی ممانعت میں مروی ہے اور ان سے انکے بیٹے عبداللہ نے روایت کیا ہے اور کہا عبداللہ بن حنین علی سے محفوظ ہیں(25)

حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ تعالی عنہ :

حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی یا نعیم بن ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ابن مندہ نے ان کو صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان کی حدیث ابراہیم بن سعد نے محمد بن اسحاق سے انہوں نے محمد بن عطا سے انہوں نے نعیم بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ نعیم بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا(26)

حضرت ابو الحمرآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت ابو الحمرآء رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حضور ﷺ کے غلام اور خادم تھے ان کا نام ہلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے لیکن یہ اپنی کنیت کے ساتھ مشہور تھے اور یہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور خادم خاص تھے اور وفات نبوی کے بعد یہ مدینہ منورہ سے حمص چلے گئے اور وہیں رہے اور بعض نے کہا کہ ابن ظفر نام ہے ابن عیسیٰ نے اس کو تاریخ حمص میں نقل کیا ہے انہوں نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بھی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو فرماتے،،السلام علیکم اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا ،، استیعاب میں ذکر کیا ہے اور اصابہ میں بھی ،اور

امام بخاری سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ انکی صحبت تو ثابت شدہ ہے مگر انکی حدیث پاک صحیح نہیں ہے

(27)

حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف:

حضرت ابوالسمح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کا نام اباذ تھا یہ رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص اور غلام تھے بعد میں آپ ﷺ نے انکو آزاد فرمادیا مگر یہ دربار نبوت سے جدا نہ ہوئے بلکہ ہمیشہ خدمت گزاری میں مصروف رہے اور حضور ﷺ کو اکثر یہی غسل کروایا کرتے تھے۔ان سے محل بن خلیفہ نے ایک حدیث پاک روایت کی ہے جسے ابوداؤد،ابن ماجہ اور نسائی لائے ہیں۔اور اصابہ میں کہا گیا ہے کہ انکا نام اباد ہے۔اور حضور ﷺ خادم ہیں اور ابوزرعہ نے کہا ہے نہ میں انکو جانتا ہوں نہ انکا نام جانتا ہوں البتہ انکی حدیث پاک معلوم ہوئی ہے جسے ابن خزیمہ،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ اور بغوی نے بطریق یحی بن ولید بیان کیا ہے اور وہ یہ کہ ہم سے محل بن خلیفہ نے حدیث پاک بیان کی انہوں نے کہا کہ میں حضور ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور جب آپ ﷺ غسل کا ارادہ فرماتے تو اپنی پشت مبارک مجھ سے ملواتے۔بزار نے کہا کہ ابوالسمح کی اس حدیث پاک کو اس سند کے سوا میں نہیں جانتا اور لوگ کہتے ہیں کہ وہ شہید ہوئے اور معلوم نہ ہوا کہ کیا ہوا(28)

حضرت ذومخمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت ذومخمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ کے خادم تھے ذومخبر(باء کے ساتھ)بجائے میم کے بتاتے ہیں جو نجاشی شاہ حبشہ کے بھانجے تھے روضۃ الاحباب میں ایسا ہی کہا گیا ہے اور صاحب استیعاب نے بھی ذومخبر بتایا ہے مگر ان کو ذومخمر (میم کے ساتھ)ہی کہا جاتا ہے اور کہا کہ امام اوزاعی نے انکے نام کا انکار کیا ہے مگر ذومخمر (میم کے ساتھ)ہی ہے اس کے سوا نہیں ہے ان سے رسول اللہ ﷺ کی بہت سی حدیثیں مروی ہیں ان کو اخذ کرنے والے شامی حضرات ہیں اور وہ انہیں میں شمار کیے گئے ہیں۔ صاحب قاموس نے بھی نجاشی کا برادرزادہ کہا ہے۔اور کاشف میں بھی ایسا ہی کہا گیا ہے۔اور کہا کہ وہ صحابی تھے اور یہ شام منتقل ہو گئے تھے ان سے حضرت جبیر بن نغیر اور خالد بن معدان وغیرہ (بہت سے لوگوں نے)روایت کی ہے اور جامع الاصول میں کہا گیا ہے کہ ذو مخبر نجاشی کے برادرزاد اور حضور ﷺ کے خادم تھے۔ایک قول ہے کہ ذوخمر(بجائے باء کے میم کے ساتھ)ہے وہ شامیوں میں شمار کیے گئے ہیں اور انہیں میں انکی حدیثیں ہیں اور جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب روضۃ الاحباب کا یہ قول کہ وہ نجاشی کا خواہزادہ یعنی بھانجے ہیں اور یہی صحیح ہے(29)

حضرت بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت بکیر بن شداخ لیثیر ضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ رسول اللہ ﷺ خادم تھے ان سے عبدالملک بن یعلیٰ لیثی نے روایت کیا ہے کہ یہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور یہ اس وقت بچے تھے جب بالغ ہوئے تو حضور ﷺ کی بارگاہ میں آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ کہ میں اب تک تو آپ کے گھر جاتا تھا مگر اب میں بالغ ہو گیا ہوں اب نہیں جاسکتا اور حضور ﷺ ان کی اس دیانت سے خوش ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ انکی بات کو سچا رکھ اور ہمیشہ انہیں منصور اور مظفر رکھ۔اور ابن مندہ اور ابونعیم نے بھی انکا ذکر کیا ہے مگر ان دونوں نے انکا نسب نہیں بیان کیا اور کلبی نے انکا نسب بیان کیا ہے انہوں نے انکا نام بکیر بتایا اور ان کے والد کا نام کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبدمنات بن کنانہ بن خزیمہ کنانی لیثی بتایا ہے اور یہ بہت بڑے شہسوار

تھے اور حضور ﷺ کے ان اصحاب میں سے تھے جو حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے ان کا ایک قصہ ہے جسے اشعت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں بطریق ابی بکر ہذلی عبدالملک یعلیٰ لیثی سے بیان کیا گیا ہے کہ بکیر بن شداخ لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد معدلت گستر میں ایک یہودی کو قتل کر دیا اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہیں خدا کی یاد دلاتا ہوں مجھے اس آدمی کی تلاش ہے جس کے علم میں یہ بات ہو کہ وہ مجھے پورے واقعہ کی خبر دے اس پر بکیر بن شداخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اس بات کو شیادہ جانتا ہوں اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ اکبر کہا حضرت بکیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ فلاں آدمی جو غشوہ میں تھا وہ باہر آیا اس نے اپنے اہل وعیال کا مجھے وکیل بنایا پھر میں اس کے پاس گیا وہاں اس یہودی کو میں نے پایا وہ کہتا تھا،، وا شعت عزۃ الاسلام حتیٰ خلوت بفرسه لیلة الفحام ،، تو میں نے اسے قتل کر دیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قول کی تصدیق کی اور انکے قصاص کو باطل کر دیا اور یہی اشعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو لشکر اسلام میں جہاد میں تھا ان کا ایک بھائی تھا اور اس بھائی کی زوجہ نے اس سے کہا تو اپنے بھائی کی بیوی کے ساتھ پسند کرتا ہے کہ اس کے ساتھ کوئی مرد ہو یا اس کے بستر پر لیٹے اور یہ شعر پڑھے اس پر اس کو قتل کر دیا۔ ممکن ہے کہ ان اشعار میں اس کے ساتھ ہونے کا اقرار ہو اور اس پر زنا ثابت ہوتا ہو(30)

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے خادم تھے اور سالم نام کے صحابہ کرام بہت ہیں۔ ایک سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مولائے ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو کہ فضلائے موالیٰ اور اخیار صحابہ اور اکابر اصحاب میں سے ہیں انکی اصل فارس کے اصطخر سے ہے اور قراء میں ان کا شمار ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ قرآن پاک کو ابن ام عبد، ابن کعب اور سالم مولیٰ ابوحذیفہ سے حاصل کرو اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے سیکھو یہ اولین مہاجرین کی امامت کرتے تھے اور ان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالاسد بھی تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ انکی تعریف میں مبالغہ فرماتے تھے اور وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایک اور سالم بن عبید الاشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یہ اہل صفہ میں سے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے حالانکہ وہ نوجوان تھے اور گیسو رکھتے تھے پھر حضور ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور انہوں نے حضور ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے طہارت کی۔ اور ایک سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو صحابہ کرام میں سے ہیں جو حضور اکرم ﷺ کے پچھنے لگاتے اور سینگی کا خون مبارک پی جاتے تھے اس پر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ تمام خون حرام ہیں۔ ایک اور سالم جو حضور ﷺ کے غلام ہیں اور سالم ان کے سوا بھی بہت ہیں معلوم نہیں ہوتا تھا کہ کون سا سالم خدام میں شمار کیا گیا ہے مگر ظاہر یہی ہوتا ہے کہ یہی سالم حضور ﷺ کے غلام ہوں گے عمر بن ہارون نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے رسول خدا ﷺ کے غلام سالم سے روایت کی ہے کہ نبی پاک ﷺ کی ازواج مطہرات اپنے سر کے بالوں کو چار چوٹیاں کر کے باندھتی تھیں اور جب غسل کرتیں تو سب بالوں کو جمع کر لیتیں اس کو خارجہ بن مصعب نے جعفر سے روایت کیا ہے اور سالم کو سلمہ سے بدل دیا ہے ان کا تذکرہ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے لکھا ہے اور ان عزیزوں پر تعجب ہے کہ ان اسماء کی موجودگی میں کوئی ایسی علامت بیان نہیں کی جس سے امتیاز ہو سکے تا کہ طالبان علم کو اس کی جستجو اور تلاش میں آسانی پیدا ہو خصوصاً جبکہ ناموں میں بہت زیادہ افراد میں اشتراک موجود ہو(31)

حضرت ابوسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف :

کاشف میں کہا گیا ہے کہ حضرت ابوسلام حضور ﷺ کے خادم اور غلام ہیں اور تہذیب میں ان سے اب ناجیہ نے روایت کیا ہے اور کہا کہ خلیفہ نے انہیں صحابہ میں ذکر کیا ہے اور ان سے ابن ماجہ نے بروایت سابق ابوسلام خادم النبی ﷺ سے روایت کیا ہے اس کے بعد ایک حدیث پاک روایت کی جو ابوداؤد کے نزدیک ذکر میں واقع ہوا ہے کہ سائق نے ناجیہ سے انہوں نے ابوسلام سے روایت کیا ہے اس کے بعد ایک اور حدیث پاک روایت کی ہے کہ وہ مسجد دمشق میں تھے اور لوگوں نے کہا کہ انہوں نے حضورا کرم ﷺ کی خدمت کی ہے اور استیعاب میں منقول ہے کہ ابوسلام ہاشمی رسول اللہ ﷺ کے خادم اور غلام تھے ان کو خلیفہ نے صحابہ میں موالی بنی ہاشم بن عبدمناف میں سے بیان کیا ہے اور ابوعقیل نے سابق بن ناجیہ سے انہوں نے ابوسلام خادم رسول ﷺ سے انہوں نے حضورا کرم ﷺ سے فرمایا کہ کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جو تین مرتبہ یہ پڑھے،، رضيت بالله ربا و بالاسلام دينا و بمحمد نبيا،، مگر یہ اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اسے روز قیامت راضی فرمائے اور ابن عبدالبر نے فرمایا جس نے ابوسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابوسلامہ کہا اس نے خطا کی ہے اور یہ جو روضۃ الاحباب میں ابوسلام کو سالم کہا ہے ان کا تذکرہ نہیں پایا جاتا (32)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف

قبول اسلام :

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش مزاج، ہنس مکھ، دراز قد اور ایسے تیکھے خدوخال والے کہ دیکھنے والے کی آنکھوں کو سرور حاصل ہو آپ سے ملاقات کرنے والے کی طبیعت مانوس ہو اور اسے دلی سکون حاصل ہو اس کے ساتھ ساتھ آپ خوشحال اور بہت ہی شرمیلے تھے لیکن جب کبھی کوئی افتاد آن پڑتی یا کوئی مشکل وقت آجاتا تو آپ شیر کی مانند چاک وچوبند ہوجاتے آپ حضور ﷺ کی امت کے امین حضرت عامر بن عبداللہ بن جراح الفہری القرشی جنکی کنیت ابوعبیدہ ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قریش میں تین شخصیات ایسی ہیں جنکے چہرے تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین ہیں جنکا اخلاق سب سے عمدہ اور جن میں حیا سب سے زیادہ پائی جاتی ہے اگر وہ آپ سے گفتگو کریں تو قطعاً جھوٹ نہ بولیں اگر آپ انسے کوئی بات کریں تو آپ کو جھٹلائیں گے نہیں میری نظر میں وہ تین عظیم شخصیات یہ ہیں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان صحابہ کرام میں ہوتا ہے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد دوسرے ہی روز مسلمان ہو گئے تھے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت ارقم بن ابی الارقم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے روبرو کلمہ حق،، لااله الا الله محمد رسول الله،، پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا حقیقت میں یہ عظیم شخصیات وہ پہلی بنیادیں ہیں جن پر اسلام کا محل تیار کیا گیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ معظّمہ میں شروع سے آخر تک مسلمانوں کو پیش آنے والے تلخ حالات میں زندگی بسر کی ایسی شدید تکالیف اور رنج والم میں انکا ساتھ دیا کہ جن شدائد اور تکالیف کا روئے زمین پہ بسنے والے کسی بھی دین کے پیروکاروں کو کبھی بھی سامنا نہ کرنا پڑا ہو آپ اس دور ابتلاء میں ثابت قدم رہے اور ہر صورت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کو صمیم قلب سے سچا مانا لیکن میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیش آنے والی آزمائش اس قدر

نازک تھی کہ انسانی تخیل میں بھی نہ آ سکے ہوا یہ کہ غزوۂ بدر میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے خوف وخطر دشمنوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھتے جارہے تھے آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام سے دشمنوں میں بھگدڑ مچ گئی آپ میدان جنگ میں اس طرح چکر لگا رہے تھے کہ جیسے موت کا کوئی ڈر ہی نہ ہو آپ کا یہ انداز دیکھ کر قریش کی شہ سوار گھبرا گئے جونہی آپ انکے سامنے آتے تو وہ خوف زدہ ہو کر ایک طرف ہو جاتے لیکن ان میں ایک ایسا شخص تھا جو آپ کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا لیکن آپ اس سے پہلوتہی اختیار کر جاتے اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے سے اجتناب کرتے وہ شخص بھی آپ سے مقابلہ کرنے کے لیے بار بار سامنے آتا رہا لیکن آپ نے بھی اس سے پہلوتہی اختیار کرنے میں کوئی کثر باوی نہ رکھی بالآخر اس شخص نے حضرت ابوعبیدہ کے لیے تمام راستے بند کردیے حتیٰ کہ وہ آپ کے اور دشمنان اسلام کے مابین حائل ہو گیا جب آپ نے دیکھا کہ کوئی چارہ کار باقی نہیں رہا تو اس کے سر پر ایک ایسا زوردار وار کیا کہ جس سے اس کی کھوپڑی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور وہ آپ کے قدموں میں ڈھیر ہو گیا کہ کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ قتل ہونے والا شخص کون تھا بلاشبہ میدان بدر میں حضرت ابوعبیدہ کو پیش آنے والی یہ آزمائش حساب دانوں کے حساب سے بھی ماوراتھی اور ایسی نازک کہ انسانی قوتِ ادراک میں بھی نہ آ سکے جب آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ لاش تو حضرت ابوعبیدہ کے والد عبداللہ بن جراح کی تھی تو آپ انگشت بدنداں رہ جائیں گے دراصل حضرت ابوعبیدہ نے اپنے باپ کو قتل نہیں کیا بلکہ انہوں نے میدان بدر میں آپنے باپ کے حیولے کی شکل میں شرک کو نیست ونابود کردیا آپ کا یہ اقدام اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اپ کی شان میں قرآن پاک کی آیت نازل فرمادی،،لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوآدّون من حآدّالله ورسوله ولو كانو آبائهم او اخوانهم او عشيرتهم اولئك كتب فی قلوبهم الايمان و ايدهم بروح منه ويدخلهم جنت تجری من تحتهاالانهار خالدين فيها رضی الله عنهم ورضو عنه اولئك حزب الله الاان حزب الله هم المفلحون ترجمہ : تم نہ پاؤ گےان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ پر اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللّٰہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ انکے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جنکے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے انکی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جنکے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے(33)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے خادم اور غلام ہیں مروی ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کے لیے کھانا پکایا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ دست کا گوشت مجھے دو حضور ﷺ کو دست کا گوشت بہت پسند تھا حضور قتادہ نے اس حدیث پاک کو شہر بن حوشب سے انہوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے اور ابن عبدالبر نے استیعاب میں بیان کیا ہے کہ ابوعبیدہ کے نام سے واقف نہیں ہوں اور مشکوۃ شریف میں مسند امام احمد سے ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور آخر میں کہا گیا ہے کہ رواہ الدارمی عن ابی عبیدۃ اور اصابہ میں کہا گیا ہے کہ ابوعبیدہ مولا رسول اللہ ﷺ ان اصحاب میں سے ہیں جن کے نام معلوم نہیں ہو سکے اور ان سے ترمذی نے شمائل میں اور دارمی نے بروایت شہر بن حوشب روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح ہیں بجز شہر بن حوشب کے ۔ بغوی نے کہا ہے کہ ان کو صحبت ملی ہے اور انہوں نے کہا کہ عباس نے یحیی بن معین سے نقل کیا ہے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن سے شہر نے جو صحابہ میں سے ہیں روایت کی ہے اکابر کی ان عبارتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے حال میں ایک قسم کی پوشیدگی اور خفا ہے کہ ان کا نام معلوم نہیں ہے بخلاف ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ وہ مشہور ومعروف ہیں(34)

حضرت ہند اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف :

حضرت ہند اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں اور استیعاب میں مذکور ہے کہ حارثہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آٹھ بیٹے تھے اور یہ بیعت رضوان میں شریک تھے۔ ہند، اسماء، خراش، ذوہیب، فضالہ، سلمہ، مالک، اور عمران رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور انسب بھائیوں میں سے کوئی کسی غزوا میں شریک نہ ہوا۔ بغوی نے کہا ہے کہ مقرن کی اولاد نے ان پر اعتراض کیا ہے اور ان بھائیوں میں سے ہند اور اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کی خدمت کیا کرتے تھے اور ہند یحیی بن ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہیں جن سے وبدالرحمان بن حرملہ نے روایت کی ہے اور کاشف میں کہا گیا ہے کہ عبدالرحمان بن حرملہ تابعی کوفی ہیں جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور ان سے قاسم بن حسان نے روایت کی ہے اور ان سے ابوداؤد اور نسائی نے روایت کی ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ ان کی حدیث پاک صحیح نہیں ہے اور اصابہ میں وہ حدیث پاک جو کہ عبدالرحمان بن حرملہ نے یحیی بن ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور وہ یہ ہے کہ منقول ہے رسول اللہ ﷺ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیراندازی کر وا رہی تھی ان سے فرمایا اے اسماعیل کے فرزند و! تیراندازی کرو اس لیے کہ تمہارے جدامجد حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی تیراندازی کرتے تھے اور یہ پوری حدیث پاک مشکوۃ شریف میں سلمہ بن اکور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے از حدیث بخاری کتاب الجہاد میں جہاد کے سازوسامان کے ضمن میں مذکور ہے(35)

فصل دوم صحابیات کے تعارف کے بیان میں

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف :

نام ونسب :

آپ کا نام برکت اور کنیت ام ایمن اور عرف ام الظباء ہے سلسلہ نسب یوں ہے برکت بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان۔ اور آپ حبشہ کی رہنے والی تھیں اور حضور ﷺ کے والد محترم کی کنیز تھیں بچپن ہی سے حضور اکرم ﷺ کے والد محترم کے ساتھ رہیں اور آپ کا انتقال ہوا تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے لگیں اور اس کے بعد خود سرور کائنات کے حلقہ غلامی میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا اور حضور ﷺ کی ان ہی نے پرورش کی۔(36)

حضور ﷺ کی پرورش :

جب حضور اکرم ﷺ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر سے مکہ مکرمہ آئے اور اپنی والدہ محترمہ کے پاس رہنے لگے تو حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آپ کے والد ماجد کی باندی تھیں وہ آپ ﷺ کی خاطر داری اور خدمت گزاری میں جی جان سے مصروف رہنے لگیں آپ ﷺ کو کھانا کھلاتیں تھیں کپڑے پہناتی تھیں اور کپڑے دھوتی تھیں جب آپ ﷺ بڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام اور منہ بولے بیٹے زید بن حارثہ سے ان کا نکاح کر دیا اور جب اسامہ بن زید پیدا ہوئے تو ام ایمن حضور ﷺ کے بعد کافی دنوں تک مدینہ منورہ میں زندہ رہیں حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی اپنی خلافتوں کے دوران حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت اور ملاقات کے لیے تشریف لیجایا کرتے تھے اور ان کی خبر

گیری فرماتے تھے(37)

حالات زندگی

جب نبی کریم ﷺ کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ام ایمن کو آزاد کر دیا حضرت ام ایمن کی شادی عبید بن زید الخزرجی سے ہوئی جس سے ایمن بن عبید پیدا ہوئے بعد ازاں آپ کی شادی زید بن حارثہ کے ساتھ اس وقت ہوئی جب آپ ﷺ منصب رسالت پر فائز ہوئے ان سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے ان دونوں باپ بیٹے کو حضور ﷺ سے بہت پیار تھا اور گاہے بگاہے حضور ﷺ ان کے گھر بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور حضرت ام ایمن کی عظمت اور برتری کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہیں ،، کان رسول اللہ ﷺ یقول ام ایمن امی بعد امی ،، کہ ام ایمن میری ماں کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہیں اور آپ ﷺ یہ بھی فرمایا کرتے تھے ،، ھذہ بقیت اھل بیتی ،، کہ یہ میرے گھر والوں کے باقی ماندہ لوگوں میں سے ہیں جب حضور ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دینے کیلئے کمر بستہ ہوئے تو ام ایمن نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی سیرت حلبیہ کے مصنف حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ کے اہل خانہ میں سے حضرت خدیجۃ الکبریٰ، زید بن حارثہ، ان کی اہلیہ ام ایمن اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسلام قبول کیا اس عظیم المرتبت خاتون کا تعلق ان اہل ایمان میں سے تھا جنہوں نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف اور اذیتیں اٹھائیں(38)

ایک روز حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسامہ بن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکی والدہ سیدہ ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ کرتے ہوئے انہیں خراج تحسین پیش کیا حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بخدا وہ آپ کی والدہ ہندہ سے زیادہ فضیلت والی تھیں حضرت امیر معاویہ نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے فرمایا کہ بلاشبہ آپ سچ فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بھی ہے،، ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ،، ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہو(39)

نکاح :

حضور ﷺ نے فرمایا،، من سرہ ان یتزوج امرئۃ من اھل الجنۃ فلیتزوج ام ایمن ،، کہ جو کوئی جنتی خاتون سے شادی کرنا چاہے وہ ام ایمن سے شادی کرلے(40)

حضرت ام ایمنرضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد حارث بن خزرج کے خاندان میں عبید بن زید ایک آدمی تھے ان کے ساتھ ہوا لیکن جب انہوں نے وفات پائی تو حضور ﷺ نے زید بن حارثہ جو محبوب خاص تھے ان سے نکاح پڑھایا اور یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ مسلمان ہو چکے تھے اس لئے ام ایمن نے بھی اسلام قبول کرلیا(41)

حضور ﷺ کے وصال مبارکہ پر اشعار کہنا

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ کو پتہ چلا کہ حضور ﷺ کا وصال مبارکہ ہو چکا ہے تو آپ کو بہت زیادہ صدمہ پہنچا آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں پاکیزہ خیالات اور احساسات میں ایک طوفان کا سامان بن گیا جس کی بنا پر آپ نے ایک قصیدے کی صورت میں اظہار کہا جس کے تین اشعار یہ ہیں

عين جودي فان بذلك للد ---مع شفاء فاكثر ی البكاء

حين قالو ا الرسول امی فقيداً--- ميتا كا ن ذاك كل البلاء

وابكيا خيرمن رزئنا فی الذ---بيا ومن خصه بوحی السماء

زبان کی لکنت کے باوجود حضرت ام ایمن کے اشعار کہنے اور حکمت ودانائی کی باتیں کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زبان کی لکنت صدا ثابت تو نہیں ہوتی بلکہ صورت حال میں یہ واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ سے حاصل کردہ علم دل ودماغ پر بڑے گہرے نقوش چھوڑتا ہے(42)

ہجرت حبشہ :

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو میں نے بھی مسلمانوں کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ واپس آئیں اور غزوہ احد میں شرکت کی اس موقع پر آپ لوگوں کو پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں اور آپ نے غزعہ خیبر میں بھی شرکت کی گیارہ ہجری میں حضور ﷺ نے وصال فرمایا تو حضرت ام ایمن سخت مغموم تھیں اور وہ رو رہی تھیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ حضور ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے تو آپ نے جو جواب دیا،،فقالت ماابقكی ان لا اكون اعلم ان ما عند الله خير لرسول الله ﷺ ولكن ابكی ان الوحی قد انقطع من السماء فهيجتها علىٰ البكاء فجعلا يبكيان معها ،، کہ خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب نہیں ہے رونے کا اصل سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ آپ بھی ان کے ساتھ مل کر رونے لگے اور 23 ھ کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو حضرت ام ایمن کو معلوم ہوا تو آپ بہت روئیں تو لوگوں نے کہا اب کیوں روتی ہو؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اب اس لیے کہ اسلام کمزور پڑ گیا ہے اور ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔(43)

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف:

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خادمہ اور حضرت حفص کی دادی ہیں مواہب الدنیہ اور روضۃ الاحباب میں اتنا ہی بیان کیا گیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا گیا جب میں نے ان کے نام اور ان کے احوال کی بہت جستجو کی تو یہ نام بہت سے پائے گئے یہاں تک کہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی کی کتاب الاصابہ فی تمیز الصحابہ کی طرف رجوع کیا تو انہوں نے اس نام کے تقریباً تیس افراد بیان کیے ہیں اور ایک دوسرے کے اتحاد اور تغایر میں بحث فرمائی ہے اور کسی ایک کو اس عنوان کے ساتھ کہ وہ حضر تحفص کی دادی تھیں اس سے معنون نہ پایا گیا تا کہ حضور ﷺ کی خادمہ خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تک رسائی ہوئی (44)

بعض روایات میں ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیم ان کا نام ہے اور یہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی تھیں انکی کنیت ام شریک تھی ان کا خاوند عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین کے سردار اور اللہ کے نیک دل اولیاء میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی حیات میں وفات پائی اور آپ ﷺ نے انکی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا حضرت خولہ بنت حکیم نے مسلمانوں کی اس جماعت کے ساتھ مل کر اسلام قبول کرلیا تھا جنہوں نے ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کرنے کی سعادت

حاصل کی جبکہ ابھی اسلام کی آواز انکے کانوں میں ن پڑی ہی تھی اسی طرح آپ کو اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والی خواتین کی فہرست میں شامل ہوکر کامیاب وکامران ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا جب سے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی معرفت حاصل کی اور ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوئیں نور حق سے اس کی بصیرت میں روشنی کی کرن اتر آئی اسے نبی کریم ﷺ کی صحابیہ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت بجالاتی تھیں آپ ﷺ کے بعض کاموں کی نگرانی کرتی تھیں اسی طرح آپ نے فضل وشرف اور فلاح وکامیابی کا بیشتر حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ یہ بڑی نیک اور فاضل خاتون تھیں حمیدی اپنی مسند میں عمر بن عبدالعزیز کا ایک قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ،،زعمت المرأة الصالحة خولة بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا امرأة عثمان بن مظعون ،، ترجمہ :بعثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بن حکیم ایک نیک صالحہ اورسیادت،قیادت کے مرتبے پر فائز خاتون تھیں حضرت خولہ بنت حکیم کے حق میں نیکی کی شہادت ایک بڑی خوش آئند شہادت ہے (45)

ازواج مطہرات سے محبت

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ازواج مطہرات کے پاس اکثر آیا جایا کرتی تھیں اور وہ بھی انکی عزت کرتیں اور آپ بھی اور ایک دوسرے سے حال احوال دریافت کیا کرتی تھیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت خولہ ازواج مطہرات کے پاس آئیں انکی پراگندہ حالت تھی انہوں نے کہا کیا بات ہے یہ کیسی حالت بنا رکھی ہے تیرا خاوند خاندان قریش میں سے سب سے زیادہ مالدار ہے اس نے کہا مجھے کیا فائدہ وہ رات کو عبادت میں مصروف رہتا ہے اور دن کو روزہ دار رہتا ہے جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے تو امہات المؤمنین نے آپ سے یہ تذکرہ کیا اور صورت حال سے آگاہ کیا تو حضور ﷺ نے حضرت عثمان بن مظعون سے فرمایا کیا میرا نمونہ تمہارے لیے کافی نہیں ہے؟ انہوں نے کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں یہ کرتا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کیا کرو تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے نماز بھی پڑھو نیند بھی کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو راوی بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد وہ ازواج مطہرات کے پاس بڑے ہی خوب صورت پیرائے میں آتی یوں دکھائی دے رہیں تھیں جیسے کوئی دولہن ہوں (46)

فصاحت وبلاغت

اس جلیل القدر صحابیہ کی فصاحت وبلاغت ادب اور نازک احساسات بڑے ہی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہیں جب ان کے خاوند کا وصال ہوا تو انہوں نے دلوں کو پگھلا دینے والے اشعار پر مشتمل ایک ایسا مرثیہ لکھا کہ سن کر حیرت گم ہو جائے کہتی ہیں کہ

،، یا عین جودی بدمع غیر ممنون ـــــعلی رزیة عثمان بن مظعون

علی امری بات فی رضوان خالقه ـــــطوبیٰ له من فقید الشخص مدفون

طاب البقیع له سکنیٰ وغرقده ـــــواشرکت ارضه من بعد تفتین

و اورث القلب حزناً لانقطاع له ـــــحتی الممات فما ترقا له شونی

ترجمہ: اے آنکھ نہ ختم ہونے والے آنسوؤں کی سخاوت کر عثمان بن مظعون کی مصیبت پر ،

ایسے شخص پر آنسوؤں کی سخاوت کر جس نے اپنے خالق کی رضا میں رات بسر کی ایسے مدفون شخص کی جدائی اسے مبارک ہو۔حضرت خولہ کی حضرت عثمان بن مظعون کے ساتھ شادی سے السائب اور عبدالرحمان پیدا ہوئے اور ان دونوں نے اسلام کے قلعے کی تعمیر میں بڑا اہم کردار ادا کیا (47)

حضرت ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف:

حضرت ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خادمہ اور ابورافع مولی رسول اللہ ﷺ کی زوجہ تھیں یہ حضور ﷺ کی باندی اور خادمہ ہیں اور اسد الغابہ میں کہا گیا ہے کہ حضرت سلمٰی ام رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہا صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باندی اور ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ ہیں اہل سیر کہتے ہیں کہ یہ حضور ﷺ کی خادمہ تھیں اور بنی فاطمہ کی دایہ اور حضرت ابراہیم بن رسول اللہ کی دایہ تھیں اور انہوں نے ہی سیدہ فاطمۃ الزہراء کو انکے شوہر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ غسل دیا اور یہ خیبر میں بھی شریک تھیں اور ان سے عبداللہ بن علی نے حدیث،،عذبت امرۃ فی ہرۃ،،کو روایت کیا ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ کی بیوی ابورافع کی شکایت کرتی ہوئی آئیں کہ وہ اسے مارتے ہیں اس پر حضور ﷺ نے ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے ابورافع !اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟اور کیوں تم اسے مارتے ہو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ مجھے ایذا دیتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے سلمہ!تم کیوں انہیں ایذا دیتی ہو؟انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے انہیں کوئی ایذا نہیں دی لیکن انہوں نے نماز کی حالت میں حدث کیا (یعنی بے وضو ہوگئے)اس پر میں نے کہا اے ابورافع !کہ نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب ان کے جسم سے کوئی ہوا وغیرہ نکلے تو وہ وحو کرے اس پر یہ کھڑے ہو کر مجھے مارنے لگے یہ سن کر حضور ﷺ تبسم فرمانے لگے اور فرمایا اے ابورافع !سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تمہیں بھلائی اور خیر کا ہی حکم دیا ہے تم اسے نہ مارو ان سے یہ حکایت عجیب ہے ممکن ہے کہ انہوں نے حدیث وضو ٹوٹنے کا حکم نہ سنا ہوا اور حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے قول میں اس طرف اشارہ کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو حدث کے بعد وضو کا حکم دیا ہے اور ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بعید ہے چونکہ وہ حضور ﷺ کے غلام اور خادم ہیں اور حضور ﷺ کا سفری ساز وسامان ان کے سپرد ہوتا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ وہ پہلے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام تھے پھر انہوں نے ان کو حضور ﷺ کے سپرد کر دیا اور جب انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی خوشخبری حضور ﷺ کو سنائی تو حضور ﷺ نے انکو آزاد کر دیا ان کا نام ثابت یا یزید ہے ان پر انکی کنیت غالب آگئی اور وہ غزوہ احد اور خندق میں شریک تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ابورافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام غزوہ بدر سے پہلے کا ہے مگر وہ بدر میں شریک نہ تھے اور حضور ﷺ نے اپنی باندی سلمٰی سے ان کا نکاح کر دیا تھا اور ان سے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے (48)

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف:

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خادمہ اور لونڈی تھیں ان سے حدیث پاک اخذ کی گئی اور جماعت کثیرہ نے ان سے حدیث پاک اخذ کی ہے ان کی حدیث پاک شام والوں کے لیے اور بیت المقدس کے فضائل اور سخن چینی اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے پر عذابِ قبر ہونے اور لباس وغیرہ کے بارے میں ہے اور حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے خاوند کے علاوہ دوسروں کے لیے زیب وزینت کرنے والی عورت قیامت کے دن ایسی تاریکی میں ہوگی کہ وہاں روشنی کی کوئی دوسری صورت نہ ہوگی (49)

حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف :

حضرت ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیدہ رقیہ بنت النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہا و ﷺ کو وضو کرایا کرتی تھیں اس طرح کہ میں کھڑی ہوتی اور حضور ﷺ بیٹھے ہوتے تھے اور وہ فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا مگر آسمانی وحی کے ذریعے سے ۔سیدہ ام عیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور ﷺ کی خدمت گزار یا آزاد کردہ کنیز یا جناب رقیہ کی آزاد ف کردہ کنیز تھیں یحیی بن ابوالرجاء نے اجازۃً باسناد ابن ابی عاصم سے انہوں نے عبدالواحد بن صفوان سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنی والدہ سے اور انہوں نے اپنی دادی ام عیاش سے روایت کی کہ حضور ﷺ انہیں اپنی صاحبزادی کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا آپ فرماتی ہیں کہ میں حضرت عثمان کے لیے کھجوریں اور پانی بھگور کھتی چنانچہ صبح کی بھگوئی ہوئی کھجوروں کا پانی شام اور شام کی بھگوئی ہوئی کھجوروں کا پانی صبح کو پی لیتے ایک دن مجھ سے پوچھا کہ کیا تم اسے ہلایا کرتی ہو؟ تو میں نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا پھر ایسا نہ کرنا ۔عبدالکریم بن روح نے عنبر بن بزاز سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنی دادی ام عیاش سے جو جناب رقیہ کی لونڈی تھیں روایت کی کہ وہ حضور ﷺ کو وضو کراتی تھیں آپ ﷺ بیٹھے ہوتے اور ام عیاش کھڑی ہوتی تھیں ان تینوں کا ذکر کیا ہے (50)

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف

حضرت ام سلیم کا تعلق ان عظیم المرتبت خواتین کے ساتھ ہے جو آفاقی شہرت اور عظیم الشان کارناموں کی خوگر تھیں اس جلیل القدر خاتون کی کنیت ام سلیم تھی اس پر سبھی سوانح نگاروں کا اتفاق ہے البتہ انکے لقب اور نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے انکا لقب غمیصا اور بعض نے رمیصا بتایا اور اسی طرح ان کے نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے سوانح نگاروں نے ان کے یہ نام بیان کیے ہیں سھلہ، رمیلہ، نیفہ اور رمیسہ ۔حضرت ام سلیم رسول اکرم ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اس پر تمام سیرت نگاروں کا اتفاق ہے ۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی میری والدہ محترمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میرا یہ بیٹا انس آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے آپ نے اسے قبول فرمالیا اور ان کی کنیت ابوحمزہ رکھ دی اور ان کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا او دو کانوں والے! ذرا ادھر تو آ ؤ یہ آپ ﷺ کے مزاح یعنی خوش طبعی کا ایک لطیف انداز تھا اور آپ ﷺ نے ان کے لیے کثرت مال، اولاد اور کے رزق میں برکت کی دعا فرمائی ۔حضرت ام سلیم اور حضرت حرام بنت ملحان دونوں رسول اللہ ﷺ کی رضائی خالہ تھیں اس اعتبار سے یہ دونوں معزز صحابیات اور بڑی ممتاز دکھائی دیتی ہیں (51)

حضرت ام سلیم کا حق مہر

رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ مکرمہ میں ہی تھے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کرلیا تھا البتہ آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کی سعادت مدینہ طیبہ میں حاصل کی ان کا اسلام قبول کرنا ان کے خاوند مالک بن نضر کے لیے بڑی ہی تکلیف اور دل آزاری کا سبب بنا اس نے کہا تو بے دین ہوگئی ہے فرمانے لگیں نہیں میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں ایمان لائی ہوں آپ اپنے بیٹے حضرت انس کو ہمیشہ ،،لااله الا الله محمد رسول الله،، کہنے کی تلقین کرتی رہتیں یہاں تک کہ حضرت انس روانی سے کلمہ پڑھنے لگے۔ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ پرامن رویہ ان کے خاوند مالک بن نضر کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا وہ اکثر بڑبڑاتے ہوئے کہتا میرے بیٹے کو خراب نہ کر میں کہتا ہوں اسے برباد نہ کرو وہ سن کر بڑے ہی دھیمے انداز میں فرماتیں کہ میں اسے خراب نہیں کررہی اور نہ ہی برباد کررہی ہوں جب وہ مایوس ہوگیا تو تنگ آکر کہنے لگا جاؤ جو جی آئے کرو اور خود گھر سے نکل گیا اور شام پہنچ گیا وہاں اسے اس کے دشمن نے قتل کر دیا جب اس کے قتل کی خبر حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ملی تو کہا چلو خس کم جہاں پاک میں اب پوری توجہ سے اپنے بیٹے کی پرورش کا فریضہ سرانجام دوں گی میں اب شادی اس وقت کروں گی جب میرا یہ بیٹا مجھے کہے گا جب حضرت انس بن مالک جوان ہوئے تو ابوطلحہ انصاری کی طرف سے نکاح کا پیغام آیا وہ اس وقت مشرک تھا تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انکار فرمادیا اس نے دوبارہ پیغام بھیجا تو حضرت ام سلیم نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فرمایا میرے لیے یہ مناسب ہی نہیں کہ میں کسی مشرک کے ساتھ شادی کروں اے ابوطلحہ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں کہ تم خود ہی اپنے ہاتھوں سے لکڑی کے خدا بناتے ہو اور پوجا کے بعد جب کھانا تیار کرنا ہوتا ہے تو تمہیں جلانے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو انہیں کو ایندھن کے طور چولہے میں لگا دیتے ہو تو یہ جل کر راکھ بن جاتے ہیں کیا یہ خدا تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں؟ آخر تمہاری عقل کو کیا ہوگیا ہے؟ تم لوگ عقل ودانش سے اس قدر عاری کیوں ہوگئے ہو حضرت ام سلیم نے اس موضوع پر کھل کر بات کی ابوطلحہ نے غور سے یہ باتیں سنیں باتیں سنتے ہوئے مسلسل اپنا منہ گریبان میں دیے رکھا یہ باتیں اس کے دل پر اثر انداز ہوچکیں تھیں بوجھل پاؤں اٹھاتے ہوئے وہ اپنے گھر کو گیا لیکن پھر اسی وقت وہ واپس آگیا اس دفعہ اسلام کا نور اسکی آنکھوں میں چمکتا دمکتا دکھائی دے رہا تھا اس نے بڑے دھیمے لہجے میں ام سلیم سے کہا آپ نے جو باتیں کیں میرے دل کو لگیں یہ کہتے ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا حضرت ام سلیم نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے فرمایا میں آپ کے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں اور آپ کا آج اسلام قبول کرنا بھی میرے لیے حق مہر ہوگا اس دلچسپ داستان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ثابت البنانی کہتے ہیں ہم نے ام سلیم سے بہتر مہر آج تک نہ دیکھا اور نہ ہی سنا انہوں نے اسلام کو اپنے لیے حق مہر قرار دیا

(52)

نیک اولاد

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسن صبر، قوت ایمان، یقین کامل اور حسن توکل کے اعتبار سے درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھیں اس حوالے سے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ کی جانب سے میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابوعمیر تھی نبی کریم ﷺ بڑے ہی شفقت بھرے انداز میں اسے خوش کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے،،یا ابا عمیر ما فعل النغیر؟ ،،اے عمیر تیری چڑیا کا کیا بنا ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر پر تھے چھوٹا بھائی ابوعمیر بیمار ہوئے اور فوت ہوگئے امی جان نے صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے چارپائی پر لٹایا اور اسے چادر سے ڈھانپ دیا

امی جان نے سب سے کہہ دیا کہ ابوطلحہ کو بیٹے کی وفات کے بارے میں نہ بتانا باوطلحہ گھر تشریف لائے بیٹے کا پوچھا انہیں بتایا کہ پہلے سے زیادہ سکون میسر ہے پھر انکی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا انہوں نے کھانا تناول کیا انہیں سفر کی تھکان اتارنے کے پورے مواقع دیے گئے جب امی جان نے دیکھا کی ہرطرح سے وہ خوش وخرم ہیں تو ان سے پوچھا ابوطلحہ مجھے ایک بات تو بتائیں اگر کوئی امانت رکھنے والا اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کردے لیکن جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ واپس کرنے سے کبیدہ خاطر ہو اس کا دل نہیں چاہتا کہ امانت واپس کی جائے آپ کے نزدیک اس کا یہ رویہ کیسا ہے؟ ابوطلحہ نے کہا کہ مطالبے پر امنت فوری طور پر واپس کر دینی چاہیے امانت واپس کرتے ہوئے کبیدہ خاطر ہونا تو سراسر ناانصافی ہے یہ جواب سنتے ہی اپنے خاوند حضرت ابوطلحہ سے کہا دیکھیے یہ بیٹا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی اس نے واپس لے لی یہ اندوہ ناک خبر سنتے ہی،، انا لله و نا اليه راجعون،، کہا کہنے لگے تو نے مجھے پہلے بتا دیتی تو کیا تھا صبح ہوئی مسجد نبوی میں گئے رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ کو دیکھتے ہی فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس رات کو بابرکت بنا دیا اس شب بسری کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے گھڑتی دیا وراس کا نام عبد اللہ رکھا ایمان وصبر کے پیکر دونوں میں بیوی کو اللہ تعالیٰ خیر وبرکت سے نوازا بیٹے کی زندگی کو بابرکت بنا دیا اس کے سات بیٹے ہوئے سبھی قرآن وحدیث کے عالم فاضل تھے حضرت ام سلیم نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انتھک محنت کی اپنے خاوند کی خدمت میں کوئی کسر نہ چھوڑی صبر وتحمل اور تسلیم ورضا میں اعلیٰ مقام حاصل کیا جب اللہ تعالیٰ نے انکی خلوص نیت کو دیکھا تو انہیں صالح اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا اپنے لخت جگر ابوعمیر کی وفات کا صدمہ صبر وتحمل سے برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل عبداللہ کی صورت میں عطا فرمایا جن کے سارے بیٹے قرآن وحدیث کے حافظ اور علوم دینیہ کے ماہر تھے (53)

جنت کی خوش خبری

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا فضائل وخصائل حمیدہ کے اعتبار سے بڑی مشہور ومعروف خاتون تھیں خیر وبھلائی کے ہر کام میں ان کا حصہ دکھائی دیتا ہے علاوہ ازیں انہیں روایت حدیث کی بھی سعادت حاصل ہوئی نبی کریم ﷺ سے انہوں نے چودہ احادیث مبارکہ روایت کرنے کا شرف حاصل کیا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے جنت کی نوید پائی جس سے آپ کے فضل وشرف میں بے پناہ اضافہ ہوا رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا،، دخلت الجنة فسمعت خشفة صوت مشى فقلت من هذا ؟ قالوا هذه الغميصاء بنت ملحان ام انس بن مالك،، میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے چلنے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اہل جنت نے یہ بتایا کہ انس بن مالک کی والدہ غمیصہ بنت ملحان ہیں (54)

وصال باکمال

حضرت ام سلیم اس اعتبار سے بڑی خوش نصیب خاتون تھیں کہ آپ نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ وفاداری اور آپ کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں کامل یکسوئی کا انداز اپنایا حضرت ام معاذ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے بارے میں فرماتیں ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے بیعت لیتے ہوئے فرمایا کہ دیکھنا تم میں سے کوئی نوحہ نہ کرے تو اس پر پوری وفاداری کے ساتھ اگر کسی نے عمل کیا ہے تو وہ حضرت ام سلیم، ام العلاء، ام معاذ اور زوجہ معاذ ہیں۔ حضرت ام سلیم کے بارے میں مشہور ومعروف علماء کے تأثرات کچھ اس طرح سے ہیں کہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک دانشمند خاتون تھیں امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم فاضل صحابیات میں سے تھیں (55)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اسم گرامی نسیبہ تھا لیکن تاریخ کی کتابوں میں آپ کی کنیت ہی مشہور ہے اور آپ انصاریہ تھیں قبیلہ خزرج کے خاندان نجار سے تعلق رکھتیں تھیں آپ ہجرت نبوی سے تقریباً چالیس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئیں آپ کی شادی آپ کے چچا کے بیٹے زید بن عاصم سے ہوئی ان سے دولڑکے پیدا ہوئے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام حبیب ہے جب نبی کریم ﷺ نے ظلمت عرب کو نور اسلام سے منور کرنے کا آغاز کیا تو کفار نے آپ ﷺ کے راستے میں مشکلات اور مصائب کے پہاڑ کھڑے کر دیے بالخصوص اہل مکہ نے صدائے حق کو دبانے کے لیے سر دھاڑ کی بازی لگا دی لیکن کفار کی ان کوششوں کے باوجود سرور کائنات ﷺ کا آوازہ حق دور ونزدیک پہنچنا شروع ہو گیا تھا مدینہ منورہ کے اکثر باشندوں میں بڑی صالح فطرت پایہ جاتی تھی جب وہاں یہ خبر پہنچی کہ مکہ کے قبیلہ قریش کے معزز ترین خاندان میں ایک عظیم شخص پیدا ہوا ہے جسکی راست بادی، دیانت داری اور پاک بازی کا دوست دشمن سب کو اعتراف ہے وہ لوگوں کو توحید کی طرف بلاتا ہے برے کاموں سے منع کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے آپ ﷺ کی نیک فطرت سے مدینہ منورہ والوں کے قلوب متأثر ہونا شروع ہو گئے چنانچہ 11 ھ میں حضور ﷺ کے ارشادات مبارکہ سن کر مدینہ منورہ کے چھ آدمیوں کے سینے نور اسلام سے جگمگا اٹھے انہوں نے خود بھی اسلام قبول کر لیا اور دوسرے لوگوں میں بھی تبلیغ کرنا شروع کر دی اور دوسرے سال چھ اور بندے حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضور ﷺ ان بارہ سعید روحوں کے ساتھ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ روانہ کیا تا کہ وہاں تبلیغ حق کا فریضہ پوری تندہی سے سرانجام دے حضرت مصعب بن عمیر اور بارہ مدنی مسلمانوں کی پرخلوص محنتوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ منورہ کے لوگ بڑی تیزی سے حلقہ اسلام میں داخل ہونے لگے پہلے پہلے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا ان میں خاندان نجار بھی تھا اور حضرت ام عمارہ بھی اسی خاندان کی ایک فرد تھیں اس انہیں سابقون الاولون میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہے اور 13 ھ میں تہتر مرد اور عورتیں مدینہ منورہ سے حضور ﷺ کی خدمت کے لیے روانہ ہوئے اور حج کے تین دن کے بعد ایک پہاڑی کی گھاٹی کے نیچے حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے ان میں دو عورتیں تھیں ایک کا نام منیع اور دوسری کا نام ام عمارہ تھا۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنے مخصوص انداز میں سنایا جوں جوں یہ لوگ اشادات سنتے تھے انہیں محسوس ہوتا تھا کہ مسرت اور اطمینان کا ایک سیلاب ہے جو انہیں بہائے لے جا رہا ہے سب نے نہایت ہی خلوص کے ساتھ رسول ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے شہر تشریف لے چلیں تا کی سارے لوگ نور رسالت سے پوری طرح مستفیض ہوں حضور ﷺ نے پوچھا کہ جب تمہارے شہر میں جا بسوں تو کیا تم لوگ اپنی جان ومال اور اولاد کے ساتھ میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت کرو گے؟ تو اہل مدینہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کبھی آپ ہمیں چھوڑ تو نہ جائیں گے تو حضور ﷺ نے فرمایا ہرگز نہیں میرا جینا اور مرنا تمہارے ساتھ ہو گا اتنا سنتے ہی عاشقان نبی مسرت سے بے خود ہو گئے اور سب نے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور عہد کیا کہ اگر حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لےء چلیں تو ہم اپنی جان ومال اور اولاد سبکچھ راہ حق میں قربان کر دیں گے اس عہد پر حضور ﷺ نے ام منیع اور ام عمارہ سے بھی بیعت کی اگر چہ ان سے ہاتھ نہیں ملایا کیوں کہ رسالت مآب ﷺ خواتین سے ہاتھ ملانے سے اجتناب فرماتے تھے انکا زبانی عہد ہی بیعت کے لیے کافی تھا (56)

فصل اول خدام صحابہ کرام کا کردار و خدمات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات و کردار:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں کمسن ہونے کے باوجود شریک تھے ایک آدمی نے پوچھا کہ آپ بدر میں موجود تھے تو آپ نے جواب دیا میں بدر سے کہاں غائب ہوسکتا تھا اور غزوہ احد میں بھی آپ بہت کم عمر تھے اور ذیقعدہ 6ھ حدیبیہ اور بیعت رضوان پیش آئی اس وقت آپ جوان تھے اب آپ میدان جنگ میں بزور آزمائی کے قابل ہوگئے تھے اور 7ھ کو حضور ﷺ نے عمرۃ القضا کیا اس میں حضرت انس تمام جانثاروں کی طرح آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے اسی سن میں خیبر پر فوج کشی ہوئی اس غزوہ میں آپ حضرت ابوطلحہ کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے حضور ﷺ کے اس قدر قریب تھے کہ ان کا قدم حضور ﷺ کے قدم سے مس کر رہا تھا اور 8ھ میں مکہ اور طائف کے معرکوں کا بازار گرم ہوا اور 10ھ میں حضور ﷺ نے حجۃ الوداع یعنی آخری حج کیا ان سب غزوات میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرکت فرمائی (1)

حضرت ثمامہ کہتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کیا آپ بدر کی لڑائی میں حاضر تھے تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیری ماں مرے میں بدر سے کہاں غائب ہوتا اور محمد بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے ہمراہ تھے جبکہ آپ ﷺ بدر کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ لڑکے تھے اور حضور ﷺ کی خدمت کرتے تھے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جنگ بدر کے دن یہ دعا کر رہے تھے،، اے اللہ اگر تو چاہے گا تو زمیں پر تیری تیری عبادت نہ ہوگی یعنی یہ مٹھی بھر جماعت شکست کھا جائے گی پھر کون زمین پر تیری عبادت کرے گا اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کو ابوسفیان کے قافلے کے آنے کی خبر ملی تو حضور ﷺ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عرض کیا حضور ﷺ نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عرض کیا تو حضور ﷺ نے ان سے بھی منہ پھیر لیا یہ دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ ہم سے یعنی انصار سے مشورہ لینا چاہتے ہیں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھوں میں میری جان ہے اگر آپ حکم دیں کہ ہم اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیں تو ہم ضرور ڈال دیں گے یہ سن کر حضور ﷺ نے لوگوں کو طلب فرمایا اور سب مدینہ منورہ سے روانہ ہوکر مقام بدر پر جا اترے اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے جنگ بدر میں فرمایا کہ کون ہے جو ہماری طرف سے جا کر یہ معلوم کرے کہ ابوجہل کا کیا ہوا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور اس کو زمین پر پڑا ہوا پایا یا عضراء کے چیلوں نے اس کو قتل کیا تھا اور وہ ٹھنڈا پڑا تھا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی داڑھی پکڑ لی اور کہا تو ابوجہل ہے اور ابع جہل جو ابھی زندہ تھا کہا جس آدمی کو تم نے قتل کیا ہے یا جس آدمی کو اس کی قوم نے قتل کیا ہے اس سے بڑا آدمی کوئی اور بھی ہے یعنی مرتے وقت بھی اس کا تکبر نہ گیا۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد میں لوگ رسول اللہ ﷺ سے دور ہوگئے تو میں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور میری ماں ام سلیم کو دیکھا کہ دونوں اپنے دامن سمیٹے ہوئے ہیں اور دونوں اپنی پیٹھ پر پانی کی مشک لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پلاتیں تھیں پھر لوٹ جاتی تھیں اور مشکیزے بھر کر لاتیں اور پیاسے مسلمانوں کو پلاتیں

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطلحہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک ہی ڈھال سے کام لیتے تھے اور حضرت ابوطلحہ بہت اچھے تیر انداز تھے جب یہ تیر چلاتے تو حضور ﷺ سر مبارک اٹھا کر اس کا ہدف دیکھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ احد میں کچھ لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو اس وقت حضرت ابوطلحہ حضور ﷺ کے سامنے ڈھال لیے کھڑے ہوئے اور اس روز وہ دو تین کمانیں توڑ چکے تھے جب کوئی آدمی حضور ﷺ کے قریب سے ترکش لیے ہوئے نکلتا تو حضور ﷺ اس سے فرماتے ابوطلحہ کیلیے یہاں تیر ڈال دو اور نبی اکرم ﷺ گردن اٹھا اٹھا کر لوگوں یعنی دشمنوں کو دیکھ رہے تھے اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے جاتے اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ گردن اونچی نہ کریں کہیں دشمن کا تیر آ کر نہ لگ جائے اور میرا سینہ آپ ﷺ کے لیے ڈھال ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنگ احد کے دن جب مسلمان کفار کے عقب سے حملہ آور ہونے پر بھاگ گئے تو رسول اللہ ﷺ سات انصاریوں اور دو قریشیوں کے ساتھ تنہا رہ گئے پھر جب کافروں نے حضور ﷺ کو گھیر لیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو آدمی کافروں کو ہماری طرف سے پھیر دے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا ایک انصاری آگے بڑھے اور کافروں سے لڑ کر شہید ہو گئے اس کے بعد پھر کافروں نے حضور ﷺ کو گھیر لیا اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہا اور ساتوں انصاری شہید ہو گئے یہ دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا اپنے دونوں قریشی ہمراہیوں سے ہم نے اپنے انصاری دوستوں سے انصاف نہیں کیا یعنی وہ سب شہید ہو گئے اور تم میں سے ایک بھی آگے نہ بڑھا۔حمید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی جانب تشریف لے گئے اور آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار صبح کے وقت بھی خندق کھود رہے ہیں حالانکہ اس وقت سردی کافی تھی اور ان کے پاس غلام بھی نہ تھے جن سے یہ کام لیا جاتا جب آپ ﷺ نے ان کی مشقت اور بھوک ملاحظہ فرمائی تو بارگاہ خداوندی میں عرض کی،،اللھم ان العیش الآخرۃ فاغفر للانصار و المھاجر،، ترجمہ :اے اللہ زندگی تو حقیقت میں آخرت کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما اور وہ آپ ﷺ کے جواب میں کہتے: نحن الذین بایعو محمدا.....علی الجھاد ما بقینا ابداً ترجمہ: بک گئے ہیں ہم محمد مصطفیٰ کے ہاتھ پر عمر بھر تازہ رہے گا اپنا یہ عزم جہاد۔حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھودتے اور اپنے کندھوں پر مٹی اٹھا کر دوسری جگہ ڈالتے اور کہتے جاتے تھے،، نحن الذین بایعو محمدا علی الاسلام ما بقینا ابدا،، ترجمہ : محمد ﷺ کے ہاتھ پر ہم مسلمان ہو گئے اب فدا شمع رسالت پر رہیں پروانہ وار اور راوی کا بیان ہے کہ پروانوں کو جواب دیتے ہوئے شمع رسالت کی زبان مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے جاتے ،،اللھم انہ' لاخیر الاخیر الآخرہ فبارك فی الانصار و المھاجرہ،، ترجمہ : اے اللہ بھلائی تو حقیقت میں آخرت کی بھلائی ہے پس انصار اور مہاجرین کو اور برکت عطا فرما اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اگر ایک ہتھیلی بھر جو بھی آتے تو انہیں بدمزہ چربی میں پکا کر سب حضرات کے سامنے رکھ دیا جاتا اور وہ بھی اسی کو بانٹ کر کھا لیتے حالانکہ وہ کھانا حلق کو پکڑتا اور اس سے بدبو بھی آتی تھی۔حضرت اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اور ان کے بھائی عراق کے موضع حریق میں دشمنوں کے قلعوں میں سے ایک قلعے کے پاس تھے دشمن گرم زنجیروں میں لوہے کے آنکڑے لگا کر مسلمانوں کی طرف ڈالتے اور انکو اپنی طرف کھینچ لیتے تھے چنانچہ ان لوگوں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی یہ آنکڑا ڈالا یہ دیکھ کر حضرت براء دیوار پر چڑھے پھر اپنے ہاتھوں سے اس زنجیر کو تھام لیا اور برابر تھامے رہے یہاں تک کہ اس زنجیر کی رسی کو کاٹ دیا اس کے بعد اپنے ہاتھ کی طرف دیکھا تو ہاتھ کی

ہڈیاں چمک رہی تھیں جو گوشت ہاتھ پر تھا جل کر ختم ہو گیا تھا اللہ پاک نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس طرح نجات دی۔طبرانی کی روایت میں اس طرح ہے کہ ان آنکڑوں میں سے ایک آنکڑے نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی گھیر لیا ۔قلعہ والوں نے ان کو اٹھایا یہاں تک کہ یہ زمین سے اٹھ بھی چکے تھے ان کے بھائی براء آئے ان سے کہا گیا کہ تمہارے بھائی کو آنکڑے میں اٹھایا جا رہا ہے۔ یہ لڑائی میں مشغول تھے یہ فوراً لپکے اور کود کر دیوار پر چڑھ گئے پھر اپنے ہاتھ سے اس زنجیر کو پکڑا اور وہ زنجیر چکر کھا رہی تھی یہ لگا تار ان لوگوں سے زنجیر کو کھینچ رہے تھے اور ان کے دونوں ہاتھ جل رہے تھے یہاں تک کہ زنجیر جس رسی سے باندھی ہوئی تھی وہ رسی کاٹ دی اس کے بعد اپنے ہاتھوں کو دیکھا آگے پہلی رویت جیسا تذکرہ ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تستر کا محاصرہ کیا ہرمزان حضرت عمر کا حکم پا کر قلعہ سے اتر آئے میں انہیں لے کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے کہا کلام کر اس نے کہا کہ زندوں کی بات کروں یا مردوں کی؟ یعنی اگر زندگی کی امید ہو تو ویسی بات کروں اور اگر موت کی امید ہو تو ایسی بات کروں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو بات کر ڈر نہیں ہرمزان نے کہا کہ ہمیں اور تمہیں اے عرب کی جماعت جب تک اللہ نے چھوڑے رکھا ہم تمہیں غلام بناتے تھے اور تمہیں قتل کر دیا کرتے تھے اور تم سے چھین چھپٹ کیا کرتے تھے جب خدا تمہارے ساتھ ہو گیا ہمارے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے اش کیا کہتے ہو تو انہوں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں نے اپنے پیچھے بہت دشمن چھوڑے ہیں اور سخت طاقت اور قوت چھوڑی ہے اگر آپ اس کو قتل کر دیں تو اس کے سارے لوگ قیامت سے ناامید ہو جائیں گے اور یہ بات مسلمانوں کی شوکت میں اور اضافہ کرے گی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں براء بن مالک اور مجزات بن ثور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل سے کہا شرما جاؤ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب مجھے یہ خطرہ محسوس ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو قتل کر دیں گے تو میں نے عرض کیا کہ اس کے قتل کیلیے کوئی سبیل نہیں رہ گئی ہے اُنے اس سے فرمایا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اس سے رشوت لی ہے یا کچھ اور حاصل کیا ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہ میں نے اس سے کوئی رشوت لی اور نہ ہی مجھے اس کی جانب سے کچھ ملا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنے اس دعوے پر میرے پاس اپنے علاوہ کوئی اور گواہ لاؤ ورنہ میں سزا دینے میں تجھ سے ابتدا کروں گا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں باہر نکلا اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو انہوں نے میرے ساتھ گواہی دی تب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے چھوڑا اور ہرمزن اسلام لے آیا اور اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ساتھ لے کر جہاد فرمایا اور یہ بھی روایت ہے کہ حضور ﷺ جب خیبر کی جانب نکلے تو وہاں رات کے وقت پہنچے اور آپ ﷺ رات کے وقت کسی قوم کے پاس پہنچے تو صبح ہونے سے پہلے ان کے خلاف جہاد نہیں فرماتے تھے صبح ہوئی بعض یہودی کسیاں اور ٹوکرے لیکر قلعہ سے باہر نکلے جب انہوں نے آپ ﷺ کو دیکھا اور چلائے خدا کی قسم محمد ﷺ اور فوج آئی ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اللہ اکبر کی صدا بلند فرمائی اور فرمایا خیبر تباہ ہو گیا کیوں کہ جس قوم کے میدان میں ہم اترے ہیں اس کی صبح شام غریباں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔حضرت موسیٰ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت انس حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گئے اور وہ اپنی رانیں کھولے خوشبو مَل رہے تھے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا چیز تم کو ہمارے ساتھ جہاد میں جانے سے روک رہی ہے تو انہوں نے کہا میں بھی چلتا ہوں اور وہ ہنوط کی خوشبو مَل رہے تھے اور وہ مجاہدین میں جا کر

بیٹھ گئے اور لوگوں کی ضالت کا انکشاف کرتے ہوئے فرمایا کہ جب دشمن ہمارے روبرو ہوتا ہے تو ہم ڈٹ کر اس کا مقابلہ اور مقاتلہ کرتے لیکن ہم رسول اللہ کے ہمراہ اسطرح تو نہیں لڑتے تھے تم نے تو دشمنوں کو بری عادت ڈال دی ہے اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے اور ہم مدینہ منورہ کے نزدیک آپہنچے تو حضور ﷺ نے فرمایا بیشک مدینہ منورہ میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب تم دور ودراز کا سفر کرتے اور وادیوں کو عبور کررہے تھے تو اس وقت بھی تمہارے ساتھ تھے تو لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ وہ تو مدینہ منورہ میں تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک وہ مدینہ منورہ میں تھے لیکن انہیں عزر نے روکے رکھا تھا(2)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں اس طرح رہے کہ جس طرح سایہ انسان کے ساتھ رہتا ہے حضر وسفر میں آپ ﷺ کا ساتھ دیا اور ہر جگہ خدمت کی سعادت نصیب ہوتی جب آپ ﷺ گھر سے باہر جانے کا ارادہ کرتے تو فوراً نعلین مبارک آپ ﷺ کے قدموں میں لاکر رکھتے جب گھر تشریف لاتے تو آگے بڑھ کر حضور ﷺ کے پاؤں مبارک سے نعلیں اتارتے آپ ﷺ کے لیے چھڑی اور مسواک ہر دم تیار رکھتے تھے انہیں حجرہ مبارک میں بھی آنے کی اجازت تھی یہاں تک کہ آپ صحابہ کرام میں،،راز دان رسول،، رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ﷺ کے نام سے معروف ہوگئے چونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت رسول اللہ ﷺ کے گھر سے ہوئی اس لیے آپ ﷺ کی سیرت اور کردار اپنانے کا وافر حصہ ملا انہوں نے آپ ﷺ کی ہرادا کو اپنے اندر سمونے کی کوشش کی یہاں تک کہ یہ بات مشہور ہوگئی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے قریب تر ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود نے درس گاہ نبوۃ سے تعلیم حاصل کی قرآن پاک کی تلاوت، قرآن فہمی اور شریعت الٰہیہ کے علم میں صحابہ کرام کے درمیان آپ کو ایک خاص مقام حاصل تھا بطور دلیل ایک واقعہ آ کی خدمت میں پیش ہے کہ وقوف عرفہ کے دوران ایک آدمی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے امیر المؤمنین میں اس وقت کوفہ سے آرہا ہوں وہاں ایک آدمی اپنے حافظے کی بنیاد پر قرآن پاک لکھوا رہا ہے یہ بات سن کر حضرت عمر بہت غصے میں آگئے اتنے غصے میں آپ کو پہلے کبھی نہ دیکھا آپ نے غضبناک ہوکر فرمایا مجھے بتاؤ کہ وہ کون ہے اس آدمی نے عرض کی وہ جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں ان کا نام سن کر آپ کا غصہ مانند پڑ گیا اور فرمایا بخدا میرے علم کے مطابق جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وقت قرآن فہمی میں سب سے اعلیٰ مقام حاصل ہے جیسا کہ اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے امت مسلمہ کے متعلق گفتگو کررہے تھے اور میں بھی اس گفتگو میں شریک تھا کہ رسول اکرم ﷺ اچانک اٹھے اور ایک طرف چل دیے اور ہم بھی آپ کے ساتھ ہولیے ہم کیا دیکتے ہیں کہ ایک آدمی مسجد میں کھڑا اونچی آواز میں نماز پڑھ رہا ہے اندھیرے کی وجہ سے ہم اسے پہچان نہ سکے اور رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہوکر قرائت سننا شروع کردی پھر آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جسے یہ بات پسند آتی ہے کہ وہ قرآن پاک کو اس لہجے میں پڑھے جس میں وہ نازل ہوا ہے تو وہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرأت کا انداز اپنائے نماز کے بعد جناب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونچی آواز سے دعا شروع کی تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مانگو تمہاری دعا قبول ہوگی مانگو جو چاہتے ہو وہ دیا جائے گا پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے میں نے اپنے

دل میں کہا اللہ کی قسم میں صبح سویرے عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس واقعہ کی اطلاع دوں گا کہ رات رسول کریم ﷺ تیری دعا پر آمین کہتے رہے ہیں میں صبح سویرے انہیں خوشخبری دینے کے لیے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے پہلے وہاں پہنچ کر خوشخبری سنا چکے ہیں اللہ کی قسم میں برملا اس بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر نیک کام میں مجھ سے سبقت لے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن فہمی میں ایک ممتاز مقام حاصل تھا وہ اپنے متعلق بیان کرتے ہیں کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے فضل وکرم سے مجھے قرآن مجید کی ہر آیت کت متعلق علم ہے کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور اس کا شان نزول کیا ہے جب بھی مجھے پتہ چلتا کہ فلاں آدمی قرآن مجید کے بارے میں مجھ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے متعلق بیان تھا ہم اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک واقعہ بیان کرتے ہیں جس سے ان کے علمی مقام کا اندازہ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحرا میں سفر کر رہے تھے رات بہت تاریک تھی دوران سفر ایک قافلہ ملا اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رفقائے سفر میں سے ایک آدمی کو حکم دیا کہ پتہ کرو یہ قافلہ کہاں سے آرہا ہے جب ان سے یہ پوچھا گیا کہ تم کہاں سے آرہے ہو تو جواب ملا ،،فَج عَمِیق،، سے دور دراز جگہ سے اور دوسرا سوال ہوا کہاں کا ارادہ ہے تو جواب ملا ،، بیت عتیق،، (بیت اللہ شریف) کا اس عمدہ جواب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جان گئے کہ قافلہ میں کوئی جید عالم موجود ہے لہذا ان سے کوئی مزید سوالات کئے جائیں سوال کیا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے بڑی ہے؟ تو جواب ملا آیت الکرسی دوسرا سوال ہوا قرآن مجید کی کون سی آیت محکم ہے جواب ملا ،، اِنَّ الله یَامُرُ کُم بِالْعَدْلِ وَالِاحْسَانِ وَالِایْتَاءِ ذِیالْقُربیٰ ،، ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے اور رشتہ داروں کو مالی مدد دینے کا حکم کرتا ہے۔ اور تیسرا سوال کیا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے زیادہ جامع ہے؟ تو جواب ملا ،، فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراًیَرہ' وَ مَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍشَرًّا یَرہ' ،، ترجمہ: جو ذرہ بھر نیکی کرتا ہے وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ بھر برائی کرتا ہے وہ اسے دیکھ لے گا چوتھا سوال کیا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے زیادہ خوف دلانے والی ہے تو جواب ملا ،،لَیْسَ بِاَمَانِیِّکُمْ وَلَااَمَانِی اَھْلِ الْکِتَابِ مَن یَّعْمَلْ سُوءً یُجزَ بِہٖ لَہ' مِنْ دُونِ الله وَلِیّاً وَلَا نَصِیْراً ،، ترجمہ: نجات نہ تو تمہاری آرزوؤں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی آرزوؤں پر جو آدمی برے عمل کرے اسے اسی کا بدلہ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائے گا نہ مددگار۔ پانچواں سوال کیا کہ قرآن مجید کی کون سی آیت سب سے زیادہ امید دلانے والی ہے جواب ملا ،،قُلْ یٰعِبَادِیَالَّذِیْنَ اَسْرَفُوا عَلیٰ اَنْفُسِھِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَۃِ الله اِنَّ الله یَغْفِرُالذُّنُوْبَ جَمِیْعاًاِنَّہ'ھُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِیْم،، ترجمہ: اے محبوب! فرما دیجیے اے میرے بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہو نا اللہ تعالیٰ تو سب گناہوں کو بخش دیتا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یہ عمدہ اور جامع جوابات سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ قافلہ والوں سے دریافت کرو کہ تمہارے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود بھی ہیں تو جواب ملا یقیناً موجود ہیں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ صرف قاری، عالم، اور زاہد ہی نہ تھے بلکہ آپ تومند چاک وچوبند اور بوقت ضرورت آگے بڑھ کر حملہ کرنے والے مجاہد بھی تھے غالباً یہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے بعد پہلی مرتبہ مکہ پاک میں مشرکین کے سامنے قرآن مجید بآواز بلند تلاوت کی۔ ایک دن اصحاب رسول ﷺ مکہ پاک میں ایک جگہ جمع ہوئے اس وقت

مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی افرادی قوت بھی کچھ زیادہ نہ تھی سب نے سوچا کہ قریش نے ابھی تک اپنے کانوں سے کلام الٰہی نہیں سنا ہم میں کون یہ جرت کرے گا جو انہیں اونچی آواز میں قرآن مجید سنائے تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ذمہ داری میں قبول کرتا ہوں میں انہیں قرآن مجید سناؤں گا سب نے کہا کہ ہمیں خطرہ ہے کہیں آپ کی آواز سن کر وہ شرارت پر نہ اتر آئیں ہماری رائے یہ ہے کہ یہ فریضہ اسے انجام دینا چاہیے جس کا قبیلہ بھاری ہو اگر یوہ شرارت کرنا بھی چاہیں تو قبیلہ آڑے آجائے اس طرح قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا ان کے شر سے محفوظ رہے گا یہ باتیں سن کر آپ نے نہایت جرأت مندانہ انداز میں ارشاد فرمایا آج مجھے تلاوت کرنے دیجیے اللہ تعالیٰ میرا حامی و ناصر ہے اس کے بعد آپ مسجد الحرام میں داخل ہوئے اور مقام ابراہیم کے پاس آکر کھڑے ہو گئے اور قریش اس وقت کعبہ کے اردگرد بیٹھے تھے آپ نے اونچی آواز میں ان آیات کی تلاوت شروع کی ،، بسم الله الرحمٰن الرحيم الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان ۔اور آپ لگاتار سورت رحمٰن کی تلاوت فرماتے رہے قریش نے جب غور کیا تو انہیں پتہ چلا ارے یہ تو وہی کچھ پڑھ رہا ہے جو محمد ﷺ ہمارے سامنے پیش کرتے ہیں دیکھتے ہی دیکھتے سب مجمع آپ پر پل پڑا وہ آپ کو مارتے جارہے تھے اور آپ لگاتار پڑھتے جارہے تھے اور آپ جب فارغ ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچے تو آپ کے بدن سے خون بہہ رہا تھا صحابہ کرام نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر فرمایا ہمیں اسی بات کا اندیشہ تھا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اب دشمنان خدا میری نظر میں پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے اگر آپ اجازت دیں تو میں صبح پھر وہیں جا کر ان کے سامنے تلاوت کرتا ہوں تو سب نے ایسا کرنے سے روک دیا اور فرمایا کہ آپ نے حق ادا کر دیا کہ قریش کو وہ مقدس کلام سنا دیا جسے وہ سننا نہ چاہتے تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت تک زندہ رہے جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور دریافت کیا کہ آپ کو کس سے شکایت ہے؟ تو جواب دیا اپنے گناہوں سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ کا دل کیا چاہتا ہے تو جواب دیا اپنے رب کی رحمت چاہتا ہے اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا وہ سب مال آپ کے نام نی لگا دوں جو کئی سال سے آپ نہیں لے رہے تو جواب دیا مجھے اس مال کی ضرورت نہیں تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مال آپ کی بچیوں کے کام آجائے گا تو آپ نے جواب دیا کیا آپ کو اندیشہ ہے کہ میری بچیاں فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جائیں گی؟ میں نے اپنی تمام بچیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات سورۃ واقعہ کی تلاوت کریں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ہر روت سورۃ واقعہ کی تلاوت کی اسے کبھی فاقہ نہیں آئے گا اور جب رات ہوئی تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے اور نزع کے وقت آپ کی زبان ذکر الٰہی سے تر تھی آپ کی زبان پر آیات بینات کا ورد جاری تھا(3)

حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و خدمات

رسول اقدس ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب کوئی آپ سے حسن سلوک سے پیش آتا تو آپ اس کا بدلہ اس سے بہتر انداز میں دیتے تھے ایک روز آپ نے میری خدمات کا صلہ دینے کے لیے مجھے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا اے کعب فرزند ربیعہ میں نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا مجھ سے مانگو کہ آج تجھے عطا کر دوں میں یہ سن کر اپنی قسمت پر ناز کرنے لگا آہا میرے نصیب کے کیا کہنے کہ شاہ امم سلطان مدینہ کی نظر کرم آج مجھ پر ہے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ مہلت دیجیے

تا کہ کچھ سوچ کر فیصلہ کرسکوں کہ میں آپ سے کیا مانگوں اور آپ ﷺ نے فرمایا خوب سوچ لو حضرت ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں مفلس کنگال نوجوان تھا نہ میرے پاس کوئی گھر نہ مال نہ بیوی تھی بلکہ دیگر اصحاب صفہ کی طرح مسجد کا چبوترا میرا ٹھکانہ تھا لوگ ہمیں اسلام کا مہمان کہہ کر پکارتے تھے جب کوئی مسلمان رسول اکرم ﷺ کے پاس صدقہ لے کرآتا تو وہ سبھی کچھ ہمارے پاس بھیج دیتے تھے جب کوئی تحفہ لے کرآتا تو اس میں سے تھوڑا سا آپ لے لیتے اور باقی ہماری طرف بھیج دیتے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ میں بارگاہ رسالت میں مال ودولت کا سوال کروں تا کہ میں بھی دوسروں کی طرح صاحب مال ودولت، رفیقہ حیات اور اولادوالا بن سکوں لیکن ساتھ ہی ایک دوسرا خیال میرے دل میں آیا اے ربیعہ تو کیا سوچ رہا ہے یہ دنیا تو ڈھلتی چھاؤں ہے ایک دن فنا ہو جائے گی اس میں تیرا رزق اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے وہ ہر صورت میں تجھے مل کر رہے گا بلاشبہ رسول اکرم ﷺ کا اپنے رب کے ہاں بڑا مرتبہ ہے یقیناً آپ کی کسی طلب کو بارگاہ ربوبیت میں رد نہیں کیا جائے گا اگر کچھ مانگنا ہے تو آپ سے آخرت کی بھلائی مانگو یہ دنیا تو جیسے تیسے گزر ہی جائے گی اس میں ہم جیسے لوگوں کے لیے کیا رکھا دھرا ہے یہ خیال آتے ہی میرا دل خوش ہو گیا کہ جب میں رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ربیعہ کیا ارادے ہیں میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری یہ التجا ہے کہ آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ جنت میں مجھے آپ کا رفیق بنا دے آپ ﷺ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کیا خوب! یہ مطالبہ کرنے کی سوچ کس نے پیدا کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسی نے بھی مجھے یہ مطالبہ کرنے کو نہیں کہا بلکہ جب آپ نے مجھے فرمایا کہ میں آپ سے کچھ مانگوں تو پہلے میرے دل میں آیا میں آپ سے دنیا کا مطالبہ کروں پھر اچانک میرے دل میں خیال آیا کیوں نہ باقی رہنے والی آخرت کو فنا ہونے والی دنیا پر ترجیح دوں یہ سوچ کر میں نے آپ سے مطالبہ کر دیا کہ آپ میرے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جنت میں مجھے اپ کا رفیق بنا دے رسول اللہ ﷺ تھوڑی دیر خاموش رہے پھر ارشاد فرمایا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی مطالبہ ہے میں نے برجستہ کہا ہر گز نہیں میں جنت میں آپ کی رفاقت کو ہر چیز پر ترجیح دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو تو دل لگا کر زیادہ سے زیادہ عبادت کیا کرو اس طرح جنت میں میری رفاقت کا میسر آنا آسان ہو جائے گا مین یہ مژدۂ جانفزا سن کر زیادہ وقت عبادت میں مصروف رہنے لگا ابھی چند دن ہی گزرے ہوں گے کہ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے مجھے آواز دی تو میں فوراً آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ تو میں بصد ادب واحترام عرض گزار ہوا کہ میرا دل نہیں چاہتا کہ کوئی چیز آپ کی خدمت میں آڑے آئے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ بیوی کے اخراجات کا میں متحمل نہیں ہو سکتا یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے اور چند دن اسی طرح گزر گئے پھر ایک روز آپ ﷺ نے پوچھا ربیعہ کیا خیال ہے تم شادی نہیں کرو گے؟ میں نے پھر وہی پہلے جیسا جواب دیا لیکن میرے دل میں خیال آیا کہ ربیعہ تجھے یہ جواب نہیں دینا چاہیے تھا بخدا نبی کریم ﷺ تجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ دین و دنیا میں تیرے لیے بہتر کیا ہے اور جو تیری مالی حیثیت ہے آپ ﷺ اس سے بخوبی واقف ہیں اگر آپ ﷺ دریافت فرما رہے ہیں تو یقیناً اس میں کوئی راز ہو گا تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ آپ نے شادی کے متعلق پوچھا تو میں انکار نہیں کروں گا بلکہ بصد ادب واحترام کہوں گا سر تسلیم خم ہے جو مزاج مولیٰ کی رضا ہو میں اس پر راضی ہوں ابھی چند دن ہی گزرے تھے کہ رسول ﷺ نے پھر پوچھا ربیعہ کیا تو شادی نہیں کرے گا؟ میں نے کہا کیوں نہیں میں برضا ورغبت تیار ہوں آپ کا حکم سر آنکھوں پر میں اور میرا یہ نصیب زہے قسمت آپ یہ سن کر خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ فلاں گھر جاؤ اہل خانہ سے میرا

سلام کہنا اور انہیں یہ پیغام دینا کہ اللہ کا رسول یہ حکم دیتا ہے کہ ربیعہ کو اپنا داماد بنالو میں شرماتا اور جھجکتا ہوا ان کے پاس گیا سلام کہا اور انہیں رسول اکرم ﷺ کا پیغام دیا اور میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ بغیر کسی حیل وحجت کے وہ مجھے اپنا بیٹا بنانے پر راضی ہو گئے اور محبت بھرے انداز میں کہنے لگے کہ حبیب کبریا ﷺ کا حکم سرآنکھوں پر ہم اِنہیں اور ہماری طرف ان کے بھیجے ہوئے پیغام رساں کو خوش آمدید کہتے ہیں آپ کی نظرانتخاب زہے قسمت یہ ہماری خوش نصیبی ہے آیئے تشریف رکھیے ،،چشم ما روشن دلِ ما شاد ،،اس کے بعد بغیر کسی پس وپیش کے انہوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کردیا اور میں شاداں فرحاں اپنی قسمت پہ ناز کرتا ہوا بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ تو واقعی ہی قابل رشک گھرانہ ہے آپ کا حکم سنتے ہی انہوں نے مجھے اپنا داماد بنا لیا یارسول اللہ ﷺ اب میں اپنی بیوی کے لیے مہر کہاں سے دوں یہ سن کر رسول اقدس ﷺ مسکرائے اور بنو اسلم کے سردار بریدہ کو حکم دیا کہ ربیعہ کے لیے سونے کی ڈلی کا انتظام کرے اور اس نے فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے سونے کی ڈلی بارگاہِ رسالت میں پیش کردی رسول اقدس ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ یہ سونے کی ڈلی لے جاؤ اور اہل خانہ سے کہنا یہ آپ کی بیٹی کا مہر ہے اسے قبول کیجیے میں انکے پاس گیا سونے کی وہ چھوٹی سی ڈلی پیش کی انہوں نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے قبول کیا میں ان کے اخلاق اور خندہ پیشانی کے ساتھ پیش آنے سے بے حد متأثر ہوا اور بارگاہِ رسالت میں عرض کی یارسول اللہ ﷺ بخدا وہ تو بہت ہی اچھے لوگ ہیں کھجور کی گٹھلی کی مانند سونے کی ڈلی دیکھ کراُن کے دل پر کوئی ملال نہ آیا بلکہ وہ کہنے لگے یہی بہت ہے پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان جاؤں اب خوشی میں شریک ہوتے ہوئے ایک مینڈھے کا انتظام کروتا کہ یہ ولیمہ کی سنت ادا کرسکے اس نے فوراً حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک موٹا تازہ مینڈھا خرید کرآپ کی خدمت میں پیش کردیا پھر رسول اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ربیعہ! عائشہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ تجھے آٹا دے دے میں ان کے پاس گیا اور حضور اکرم ﷺ کا پیغام دیا انہوں نے فرمایا کہ برتن میں جو آٹا پڑا ہے وہ لے جاؤ میں نے اسے کپڑے میں ڈالا وہ تقریباً بیس سیر تھا اس کے علاوہ کوئی اناج آپ کے گھر نہیں تھا لیکن آپ کی ہمدردی شفقت اور محبت کے قربان جاؤں کس قدر اپنے غلاموں کی دل جوئی کا خیال ہے مینڈھا اور آٹا لے کر میں سسرال کے گھر گیا اور یہ دونوں چیزیں ان کے سپرد کیں تاکہ ولیمے کا اہتمام کیا جائے انہوں نے کہا روٹی ہم تیار کردیتے ہیں اور یہ جانور اپنے دوست واحباب سے کہیں ذبح کرکے وہ پکادیں لہٰذا میری قوم کے چند افراد نے اسے ذبح کیا اور پکایا روٹی اور سالن تیار ہو گیا میں نے ولیمہ پر محسن انسانیت رسول رحمت ﷺ کو بھی دعوت دی جو آپ نے بخوشی قبول کی اور اس میں شرکت کرکے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔ رسول اقدس ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زمین کے ساتھ مجھے بھی ایک زمین کا ٹکڑا الاٹ کردیا اس طرح دنیا کے مال کا میرے گھر ورود ہونے لگا۔ ایک روز ایسا ہوا کہ ایک کھجور کے درخت کی وجہ سے میرا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جھگڑا ہو گیا میں نے کہا یہ درخت میرا ہے کیوں کہ یہ میری زمین میں ہے وہ فرمانے لگے یہ درخت میرا ہے اور ایک عرصے سے میری ملکیت میں ہے جب میں نے اپنی ملکیت پر اصرار کیا تو انہیں غصہ آ گیا اور مجھے جلی کٹی سنانے لگے میں خاموش ہو گیا جب غصہ ٹھنڈا ہوا تو آپ بہت پشیماں ہوئے غم واندوہ سے کبیدہ خاطر ہو کر فرمانے لگے ربیعہ مجھے معاف کردو یا ویسے ہی کلمات مجھے کہو جو میں نے تمہیں کہے ہیں تاکہ دنیا میں حساب بے باک ہو جائے میں نے کہا بخدا میں تو آپ کو ایسا کہنے کی جرأت نہیں کروں گا تو جلال میں آکر کہنے لگے اگر بدلہ نہیں لوگے تو میں تمہاری شکایت بارگاہِ رسالت میں کروں گا یہ کہہ کر آپ نبی کریم ﷺ کی طرف چل پڑے میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا میری قوم کے چند افراد بھی میرے ساتھ چل پڑے وہ میرے کان میں کہنے لگے یہ بھی عجیب ماجرا ہے غصے کا نشانہ بھی

تجھے بنایا گیا اورالٹی شکایت بھی تیری ہونے لگی میں نے یہ سن کران کے منہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا جانتے ہو یہ کون ہیں؟ ان کا مقام و مرتبہ کیا ہے؟ سن لو! یہ صدیق اکبر ہیں یہ مسلمانوں کے محسن ہیں خبردار اگران کے خلاف کسی نے کوئی بات کی تم یہیں سے واپس چلے جاؤ اگرانہوں نے دیکھ لیا کہ تم میری مدد کے لیے میرے ہمراہ چل رہے ہو تو یہ ناراض ہو جائیں گے اگر یہ ناراض ہو گئے تو میرے پیرو مرشد ہادی برحق ﷺ ناراض ہو جائیں گے وہ ناراض ہو گئے تو میرا اللہ ناراض ہو جائے گا بایں صورت تباہ و برباد ہو جاؤں گا برائے مہربانی تم یہیں سے واپس چلے جاؤ تمہاری مدد کی مجھے کوئی ضرورت نہیں وہ واپس لوٹ گئے حضرت صدیق اکبر نے بارگاہِ رسالت میں پیش ہو کرسارا واقعہ رسول اقدس ﷺ کو سنا دیا آپ نے میری طرف دیکھا اور فرمایا ربیعہ! کیا بات ہے؟ میں نے ادب واحترام سے عرض کی یارسول اللہ ﷺ انہوں نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ غصے میں آ کر جس طرح انہوں نے مجھے کہا ویسے ہی میں ان سے بدلہ لوں بھلا میں یہ جرأت کیسے کرسکتا ہوں آپ نے فرمایا ربیعہ تم نے بہت اچھا کیا لیکن اب یہ کہو الٰہی میں نے صدق دل سے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاف کیا میں نے جب یہ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں سے فوراً خوشی سے آنسو جاری ہو گئے اور فرمانے لگے ربیعہ! اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے تو نے مجھ پر احسان کیا ہے(4)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و خدمات

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سائے کی طرح وابستہ رہے اور حضور ﷺ جب بھی سفر پر روانہ ہوتے تو یہ آپ ﷺ کے گھوڑے کی لگام تھام لیتے اور کئی دفعہ حضور ﷺ نے انہیں گھوڑے پر اپنے پیچھے بھی بٹھایا یہاں تک کہ یہ حضور ﷺ کے باڈی گارڈ کی حیثیت سے مصرف ہوئے اور دوران سفر بسا اوقات نبی اکرم ﷺ اچانک سواری سے نیچے اترے اور سوار ہونے کا حکم دیا اور خود پیدل چلنے لگے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں رسول اقدس ﷺ کے گھوڑے کی لگام تھامے ایک ایسے راستے سے گزر رہا تھا جس کے دونوں جانب گھنے درخت تھے اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عقبہ کیا تم سوار نہیں ہو گے؟ اور میرے دل میں آیا کہ نفی میں جواب دوں لیکن یہ احساس ہوا کہ کہیں آپ ﷺ کی نافرمانی نہ ہو جائے تو میں نے اثبات میں کہا ہاں یارسول اللہ ﷺ یہ سن کر رسول اکرم ﷺ گوڑے سے نیچے اتر آئے اور مجھے سوار ہونے کا حکم دیا اور میں تعمیل حکم کرتے ہوئے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور آپ ﷺ پیدل چلنے لگے تو میں یہ منظر برداشت نہ کرسکا تو فوراً گھوڑے سے نیچے اتر آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ ہی سوار ہوں میں برداشت نہیں کرسکتا کہ میں سوار ہوں اور آپ پیدل چل رہے ہوں اس کے بعد آپ ﷺ سوار ہو گئے پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ عقبہ میں تجھے دو ایسی سورتیں نہ سکھاؤں؟ جن کی کوئی مثال نہیں ملتی مین نے عرض کی ضرور یارسول اللہ ﷺ تو آپ نے مجھے،، قُل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس،، پڑھ کر سنائیں پھر نماز پڑھی تو اس میں بھی آپ ﷺ نے انہیں دو سورتوں کی تلاوت فرمائی اور فرمایا ان دونوں سورتوں کو سوتے اور بیدار ہوتے وقت پڑھ لیا کرو اور حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں سورتوں کی تلاوت کو میں نے معمول بنائے رکھا۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تمام تر مساعی کا محور اور جہاد کو بنالیا جہاں تک میدان علم کا تولق ہے تو اس سلسلہ میں رسول اقدس ﷺ کے تر و تو زہ میٹھے اور صاف شفاف علمی چشمے سے سیراب ہوئے جس کی وجہ سے انہیں قاری محدث ،فقیہ، ماہر علم میراث، ادیب، فصیح البیان، مقرر اور شاعر ہونے کا شرف حاصل ہوا قرآن مجید نہایت دلسوز آواز میں پڑھا کرتے تھے جب رات پُرسکون ہو جاتی دنیا کی چہل پہل تھم جاتی تو یہ پرسوز آواز میں قرآنی آیات کی تلاوت شروع کر دیتے جسے سن کر صحابہ کرام

رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو جاتے اور خشیت الٰہی سے ان کے دل میں لرزا طاری ہو جاتا ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس بلایا اور کہ عقبہ آجقر آن پاک سناؤ عرض کی اے امیر المؤمنین چشم ماروشن دل شاد اور پھر قرآن پاک کی تلاوت شروع کر دی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اتنا اثر ہوا کہ زار و قطار رونا شروع کر دیا جس سے آپ کی داڑھی مبارک تر بتر ہو گئی اور حضرت عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اعزاز بھ حاصل ہے کہ انہوں نے پورا قرآن پاک اپنے ہاتھوں سے لکھا اور یہ قلمی نسخہ ان کے بعد بہت مدت تک مسجد عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں محفوظ رہا لیکن افسوس کہ یہ بھی حوادث زمانہ کی نظر ہو گیا اور ہم اس قیمتی ورثہ سے محروم ہو گئے اور جہاں تک جہاد کا تعلق ہے آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ احد اور دیگر تمام غزوات میں شریک ہوئے آپ اُن گنے چُنے بہادروں میں سے تھے جنہوں نے دمشق فتح کرتے وقت جرأت، شجاعت اور جنگی حکمت عملی کے جو ہر دکھلائے اور اسلامی لشکر کے قائد حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے جنگی کارناموں سے متأثر ہو کر اپنا خصوصی نمائندہ بنا کر امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دمشق کی نوید فتح سنانے کے لیے مدینہ منورہ کی طرف روانہ کیا انہوں نے دن رات سفر کرتے ہوئے آٹھ روز میں مدینہ منورہ جا کر سیدنا رمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دمشق فتح کرنے کی خوش خبری سنائی اور انہیں اس اسلامی لشکر کا سپہ سالار ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا جس نے مصر کو فتح کیا تھا اس کارنامے کے صلے میں امیر المؤمنین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تین سال کے لیے مصر کا گورنر بنا دیا تھا اور پھر انہیں بحر ابیض کے جزیرہ اودس کو فتح کرنے کے لیے روانہ کیا جہاد کے ساتھ والہانہ شیفتگی کی بنا پر حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ تمام احادیث یاد کر لی تھیں جن میں جہاد کا تذکرہ تھا اور جہاد کی روایات بیان کرنے میں آپ کو خصوصی مقام حاصل ہو گیا تھا یہ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے جب کبھی کھیل کا شوق دل میں پیدا ہوتا تو تیر اندازی کر کے اپنا دل بہلا لیتے اور جب حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرض الموت میان مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹوں کو پاس بلایا اور انہیں یہ وصیت کی کہ اے میرے بیٹو! میں تمہیں تین چیزوں سے منع کرتا ہوں ان سے اجتناب کرنا غیر ثقہ راوی کی حدیث کو قبول نی کرنا پھٹے پرانے کپڑے پہن لینا لیکن کسی سے قرض نہ لینا شعر گوئی میں دلچسپی نہ لینا کیوں کہ اس سے تمہارے دل قرآن پاک کی تلاوت غافل ہو جائیں گے اور جب آپ فوت ہو گئے تو انہیں جبلِ مقطم کی بالائی سطح پر دفن کیا گیا اور ان کا چھوڑا ہوا مال دیکھا گیا تو اس میں تقریباً ستر ستر کمان تھے اور ساتھ یہ وصیت نامہ لکھا ہوا ملا کہ یہ تیر اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیے جائیں (5)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و خدمات

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں رہا آپ ﷺ نے مجھے اسلام کے بنیادی مسائل اچھی طرح سکھائے اور قرآن مجید کے بعض اجزاء کی بھی میں نے آپ ﷺ سے تعلیم حاصل کر لی آپ ﷺ نے محبت بھرے انداز میں مجھے یہ تلقین کی کہ ابھی یہاں اپنے مسلمان ہونے کا کسی کو نہ بتانا مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کسی کو پتہ چل گیا کہ آپ مسلمان ہو گئے ہیں تو کہیں آپ کو اس جرم کی پاداش میں قتل نہ کر دیں تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے مکہ پاک سے روانگی سے قبل ایک مرتبہ ضرور قریش کے روبرو کلمہ حق بیان کرنے کو جی چاہتا ہے اور آپ ﷺ میرے جذبات دیکھ کر خاموش ہو گئے ایک روز میں مسجد میں گیا دیکھا کہ قریش آپس میں بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں چپکے سے میں ان کے درمیان میں کھڑا ہو گیا اور اچانک بآواز بلند کہا اے خاندان قریش میں صدق دل

سے اقرار کرتا ہوں،،لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ ،، ترجمہ:اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تو الیٰ کے رسول ہیں ابھی میرے یہ کلمات ان کے کانوں کو ٹکرائے ہی تھے کہ وہ بھڑک اٹھے اور مجھے بے دریغ مارنا شروع کر دیا قریب تھا کہ میری موت واقع ہو جاتی اتنے میں نبی پاک ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری حمایت میں اٹھے اور ان کے درمیان حائل ہو گئے اور کہنے لگے عقل کے اندھو! کیا تباہی تمہارا مقدر بن چکی ہے کیا تم ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو قبیلہ غفار سے تعلق رکھتا ہے اور جب مجھے ہوش آئی تو زخموں سے نڈھال رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ میری ناگفتہ حالت دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوئے اور فرمایا کیا میں نے تجھے ابی اسلام کا اعلان کرنے سے روکا نہیں تھا؟ میں نے عرض کی حضور آپ نے یقیناً مجھے روکا تھا لیکن میری دلی تمنا تھی کہ میں مشرکین کے نرغے میں ایک مرتبہ اسلام کا اعلان کروں اور پھر آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کے پاس چلے جائیں یہاں جو آپ نے سنا اور دیکھا انہیں جا کر بتائیں اور انہیں اسلام کی دعوت دیں شاید آپ کے ذریعے انہیں فائدہ ہو اور ان کی کایا پلٹ جائے اور آپ کو عنداللہ اجر وثواب حاصل ہو جب آپ کو یہ خبر ملے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غلبہ حاصل ہو چکا ہے تو سیدھے میرے پاس چلے آنا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اکرم ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی قوم کے پاس آ گیا جب میں اپنی بستی میں آیا تو سب سے پہلے مجھے میرا بھائی ملا اس نے پوچھا کہ یہ سفر کیسا رہا اور اس میں کیا کچھ حاصل کیا۔ میں نے اسے بتایا کہ میں تو مسلمان ہو چکا ہوں رسول اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور آپ ﷺ سے اسلام کی باتوں سے متأثر ہو کر میرا بھائی بھی مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا بھائی جان میں آپ کا دین اختیار کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہم دونوں اپنی والدہ کے پاس آئیے اور ان کی خدمت میں اسلام کی دعوت پیش کی تو فوراً اسلام کی خوبیوں سے متأثر ہو کر فرمانے لگیں بیٹا اب میں تمہارے دین سے بے نیاز نہیں ہو سکتی وہ بھی اسلام کے دائرہ مین داخل ہو گئیں اسی روز سے یہ مؤمن گھرانہ قبیلہ غفار کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے ہمہ تن مصروف ہو گیا ان کی دعوت سے متأثر ہو کر قبیلہ کے بہت سے افراد دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے اور باقاعدہ یہاں نماز کا نظام قائم کیا گیا چند افراد نے یہ کہا کہ ہم اس وقت تک اپنے دین پر قائم رہیں گے جب تک رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے جاتے چنانچہ آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے آئے وہ سب مسلمان ہو گئے نبی اکرم ﷺ نے یہ دعا کی کہ قبیلہ غفار کی الّٰی تعالیٰ مغفرت کرے اور قبیلہ بنو اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بستی میں مقیم رہے یہاں تک کہ بدر، احد اور خندق کے غزوات رونما ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور یہاں رسول اکرم ﷺ ہی کے ہو کر رہ گئے ہمہ وقت آپ ﷺ کی خدمت میں مصروف رہنے لگے کس قدر خوش نصیبی ہے یہ سعادت وافر مقدار میں آپ کے حصے میں آئی۔ رسول اکرم ﷺ بھی ہر معاملہ میں آپ کو ترجیح دیتے آپ کے ساتھ شفقت سے پیش آتے وقت ملاقات مصفحہ کرتے اور خوشی کا اظہار کرتے جب رسول اکرم ﷺ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تو جناب ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہبے چین رہنے لگے چونکہ مدینہ طیبہ آقا کے وجود اقدس سے خالی اور آپ کی مبارک مجالس کی روشنی سے محروم ہو چکا تھا لہٰذا آپ وہاں سے ملک شام کی طرف کوچ کر گئے خلافت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں وہیں مقیم رہے لیکن خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں دمشق کی طرف کوچ کر گئے وہاں لسلمانوں کی یہ حالت زار دیکھی کہ وہ دنیاوی جاہ وجلال کے دلدادہ ہو چکے ہیں مسلمانوں کی یہ حالت دیکھ کر آپ بہت پریشان ہوئے بالآخر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہنے انہیں مدینہ منورہ بلا لیا تو آپ وہاں

تشریف لے آئے یہاں آکر دیکھا کہ لوگ دنیا کی طرف پوری طرح راغب ہو چکے ہیں تو بہت زیادہ کبیدہ خاطر ہوئے اور بڑی سختی سے لوگوں پر تنقید شروع کر دی جس سے عام لوگ بہت تنگ آ گئے یہ صورت حال دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ربذہ بستی میں منتقل ہو جانے کا حکم دے دیا یہ مدینہ منورہ کے قریب ہی ایک چھوٹی سی بستی تھی آپ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس بستی میں زندگی کے دن پورے کرنے لگے یہاں آپ نے دنیا سے بالکل بے نیاز ہو کر رسول اکرم ﷺ ،اور صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی آپ کے گھر داخل ہوا چاروں طرف نظر دوڑائی تو گھر میں کوئی سامان دکھائی نہ دیا اس نے تعجب سے پوچھا اے ابوذر آپ کا سامان کہاں ہے آپ نے فرمایا ہمارا ایک دوسری جگہ گھر ہے اچھا سامان ہم وہاں بھیج دیتے ہیں وہ آدمی آپ کی مراد سمجھ گیا اور کہنے لگا اے ابوذر جب تک آپ اس گھر میں ہیں یہاں رہنے کے لیے بھی تو آپ کے پاس کچھ سامان ہونا چاہیے۔تو آپ نے فرمایا گھر کا اصل مالک ہمیں یہاں رہنے نہیں دے گا اور ایک مرتبہ شام کے گورنر نے تین سو دینار آپ کے پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ یہ رقم آپ اپنی کسی ضرورت میں استعمال کر لیں آپ نے بڑی بے نیازی سے وہ دینار واپس کر دیے اور فرمایا کیا اسے اپنے علاقہ میں مجھ سے زیادہ مفلوک الحال نظر نہیں آیا اور آسمان زہد و تقوی کا یہ درخشندہ ستارہ 32ھ کو ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا اور آپ کی تعریف میں رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد تاریخ کے اوراق کی زینت بن گیا آپ ﷺ نے فرمایا ارض وسماء نے آج تک ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کوئی صادق دل نہ دیکھا ہوگا (6)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر،غزوہ احد،غزوہ خندق،اور فتح مکہ کے غزوات میں شرکت کی اور مجاہدانہ انداز کے ساتھ میدان جنگ میں آتے

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار و خدمات

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام مشہور غزوات میں شریک تھے اور غزوات میں حضور ﷺ کے کھانے پینے کا انتظام حضرت بلال کے ذمہ ہوتا تھا اور غزوہ بدر میں اللہ تعالیٰ کا سب سے بڑا دشمن امیہ واصل جہنم ہوا اس روز یہ حالت کفر پر مرا اس روز حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اسے قیدی بنا رکھا تھا کیونکہ زمانہ جاہلیت میں ان دونوں کے مابین دوستی تھا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اسے زندہ رکھنا چاہتے تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیہ کو دیکھ لیا اور آپ نے باآواز بلند پکارا اے حضور اکرم ﷺ کے انصار یہ کفر کا سرغنہ امیہ بن خلف ہے اگر یہ بچ گیا تو میں نہیں بچ سکوں گا حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ انصار سرعت کے ساتھ بنو امیہ کی طرف بڑھیں جب مجھے یہ خدشہ دامن گیر ہوا کہ انصار ہمیں آلیں گے تو میں نے امیہ کے بیٹے علی کو ان کے سامنے کر دیا تا کہ وہ اس میں مشغول ہو جائیں تو انصار نے اس کے بیٹے کو قتل کر دا ی پھر وہ ہمارے پیچھے بھاگنے لگے امیہ ایک جسیم شخص تھا میں ن نے اس سے کہا بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گیا میں نے خود کو اس کے اوپر گرا لیا مگر انہوں نے اسے تلواروں سے مار مار کر قیمہ بنا دیا اس سے یہی حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ نصرت صبر کے ساتھ ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر کیا تو امیہ انہی کے ہاتھوں قتل ہوا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے ،،وان جندنا لهم الغالبون ،، ترجمہ : بیشک ہمارا لشکر ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ 3ھ کو کفار مکہ نے غزوہ بدر میں اپنی میں اپنا انتقام لینے کے لیے احد کے میدان میں اکٹھے ہوئے تو کفار کا لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس تھا حضور اکرم ﷺ نے مجاہدین کا لشکر ترتیب دیا لشکر اسلام نے شیخین کے مقام پر قیام کیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان اور تکبیر کہی اس موقع پر رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی اپنے تین سو ساتھیوں کے ہمراہ مجاہدین اسلام کے لشکر سے جدا ہو گیا ہفتہ کے روز لشکر اسلام

شوط نامی بستی کے نزدیک ایک خفیہ راستے سے ہوتے ہوئے احد کے مقام پر پہنچے حضور ﷺ نے وادی قنات کے جنوبی کنارے پر ایک ٹیلہ جسے جبل عینین کہا جاتا ہے پر ایک تیراندازوں کا دستہ حضرت عبداللہ بن جبیر کی قیادت میں تعینات فرمایا کفار مکہ کے تین ہزار لشکر کے مقابلے میں اسلام کے مجاہدین کی تعداد سات سوتھی معرکہ احد شروع ہوا گھمسان پڑ گیا اور جلد ہی کفار کے پاؤں اکھڑ گئے مسلمانوں نے کفار کا پیچھا کیا جلد ہی میدا کفار سے خالی ہوگیا مسلمانوں نے مال غنیمت اکٹھا کرنا شروع کیا تو کفار مکہ نے دوبارہ حملہ کر دیا جس سے مسلمانوں کا شدید نقصان ہوا اس غزوہ میں سیدالشہداء حضرت میر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ نے جام شہادت نوش فرمایا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو ہندہ کے حبشی غلام وحشی نے سہید کیا معرکہ احد میں کفار نے حضور ﷺ کو بھی شہید کرنے کی کوشش کی مگر صحابہ کرام نے آپ کے گرد حصار بنالیا اسی دوران حضرت طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کی انگلیاں کٹ گئیں متعدد صحابہ کرام نے اپنی جان نثاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے جانوں کی پرواہ کیے بغیر حضور ﷺ کی حفاظت کی صحابہ کرام کی اس جماعت میں حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ بھی شامل تھے غزوہ اغد میں حضور ﷺ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے (9)

5 ھ میں مسلمانوں اور کفار کے درمیان غزواحزاب جس کا دوسرا نام غزوخندق بھی ہے پیش آیا اس غزوہ کو احزاب اس لیے کہا جاتا ہے کہ پہلی مرتبہ کفار کا بہت بڑا لشکر مسلمانوں کے مقابلے کے لیے اکٹھا ہوا اور خندق اس لیے کہا جاتا ہے کہ مسلمانوں نے کفار کے مقابلہ میں اپنے دفاع کے لیے خندق کھودی تا کہ کفار کا راستہ روکا جا سکے کفار کے لشکر کی تعداد دس ہزار تھی جو کہ ابوسفیان کی قیادت میں مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے کے لیے آئے تو حضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ کے مشورہ پر صحابہ کرام کو خندق کھودنے کا حکم دیا تین ہزار صحابہ کرام نے چھ دن مسلسل کھدائی کے بعد تین میل لمبی پندرہ فٹ چوڑی اور پندرہ فٹ گہری خندق تیار کر لی حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ بھی دیگر صحابہ کرام کے ساتھ دن رات خندق کی کھدائی میں مصروف رہے خندق کی کھدائی کے دوران ایک سخت چٹان آ گئی جو کسی صحابی سے بھی نہ ہلتی تھی حضور ﷺ نے خود آگے بڑھ کر اس چٹان پر تین ضربیں لگائیں جس سے وہ چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی جس وقت آپ نے اس پر ضربیں لگائیں تو پہلی ضرب سے مدینہ منورہ روشن ہوگیا دوسری ضرب سے میدان احد اور اسکی شمالی سمت روشن ہوگئی اور تیسری ضرب سے تمام مشرقی علاقہ روشن ہوگیا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جو کہ حضور ﷺ کے خیمہ پر محافظت کے فرائض سرانجام دے رہے تھے آپ نے حضرت سلمان فارسیسے ان روشنیوں کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتایا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ سلمان پہلی روشنی میں نے یمن کے محل دیکھے دوسری روشنی میں شام کے محلات دیکھے اور تیسری روشنی میں مجھے مدائن میں کسریٰ کا محل نظر آ ی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے یمن، شام اور مشرق کے راستے کھول دیے ہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ غزوہ خندق کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بیشتر کو کئی کئی وقت کا فاقہ کرنا پڑتا تھا خندق کھودنا سخت مشقت کا کام تھا اور کفار کے لشکر کو تیں دن گزر چکے تھے اور حالات دن بدن مخدوش ہوتے جا رہے تھے ابوسفیان لشکر کو اس بات پر آمادہ کر کے آیا تھا کہ اس مرتبہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ مسلمانوں کو شکست دے دیں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے نوازا اور ایک تیز آندھی بھیجی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے اور وہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے حضور ﷺ کے حکم پر حضرت حذیفہ خندق کے پار گئے اور واپس آ کر تمام ماجرا بیان کیا حضور ﷺ نے حضرت بلال کو آذان کا حکم دیا تو حضرت بلال نے نماز فجر کے لیے آذان کہی اسی موقع پر سورۃ احزاب کی آیات نازل ہوئیں مسلمانوں نے حضور ﷺ کی امامت میں نماز فجر ادا کی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے احسان عظیم پر شکرادا کیا اور تمام صحابہ کرام اپنے خیموں کی طرف لوٹنا شروع ہوگئے حضرت بلال فرماتے ہیں کہ میں نماز فجر کے

بعد کافی دیر تک کفار کے اکھڑے ہوئے خیموں کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ اسلحہ اور تعداد کے زعم میں مبتلا یہ کفار جو کہ اللہ کا نام لینے والوں کو مٹانے آئے تھے خود بھاگ گئے اسی دوران میری زبان سے،،لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم،،کا کلمہ جاری ہو گیا جسے میں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے اکثر سنا کرتا تھا (10)

غزوہ خندق کے دوران بنوقریظہ نے مسلمانوں سے جو عہد شکنی کی تھی اس کی وجہ سے حضور ﷺ کو خطرہ تھا کہ کل کو یہ پھر کسی موقع پر اسی طرح دغا کریں گے تو ان کے لیے نقصان دہ ہوگا چنانچہ انہوں نے بنوقریظہ کا فیصلہ کرنے کا ارادہ کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ خندق سے واپسی پر حضور ﷺ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں غسل فرمایا اور نماز ظہر ادا کی اسی دوران ایک چمک دار سفید عمامے والا شخص اونٹ پر سوار آیا اور آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے آپ نے ہتھیار اتار دیے ہیں؟ حالانکہ ملائکہ نے ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے جلدی کیجیے اپنے ہتھیار پہنیے اور بنوقریظہ کی جانب توجہ فرمائیں چنانچہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کیا گیا اور حضور ﷺ نے انکو حکم دیا کہ وہ مجاہدین کو تیاری کا حکم دیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مدینہ منورہ میں اعلان کر دیا کہ اے اللہ کے شہسوارو! سوار ہو جاؤ ہر سننے والے فرمانبردار کو اگلی نماز بنوقریظہ میں ادا کرنی ہے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعلان کے بعد مجاہدین اکٹھے ہو گئے مغرب اور عشاء کے درمیانی وقت میں بنوریظہ کی گڑھی پہنچے جہاں بعض صحابہ نے وقت کی رعایت کے پیش نظر نماز عصر ادا کی جبکہ بعض صحابہ نے نماز عصر بنوقریظہ کی بستی میں جا کر ادا کی بنوقریظہ نے مسلمانوں کے ساتھ عہد شکنی کی تھی اور غداری کے مرتکب ہونے کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی شان میں بھی گستاخی کی تھی حضور ﷺ کے فرمان کے مطابق مجاہدین اسلام نے بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا جو کہ تقریباً تیس دن تک جاری رہا بالآخر بنوقریظہ نے ہتھیار ڈال دیے اور حضرت سعد بن معاذ سے فیصلہ کی درخواست کی حضرت سعد بن معاذ نے انکی کتاب کے مطابق فیصلہ سنایا جس کی روشنی میں بنوقریظہ کے چار سو مرد قتل ہوئے اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنالیا گیا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنوقریظہ کے خلاف فتح یاب ہونے کے بعد حضور ﷺ نے مجھے ایک بار پھر آذان کا حکم دیا میں اس بات پر بے حد مسرور تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک اور فتح دینے کے قابل بنایا (11)

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار اور خدمات

حضرت محمد بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عیسائیوں کا ایک وفد رسول اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ میں سے ہمارے ساتھ کسی ایسے شخص کو روانہ فرمائیں جسے آپ مناسب سمجھیں کہ وہ ہمارے ان باہمی اور مالی اختلافات کو مٹائے جو شدت اختیار کر چکے ہیں ہم برملا یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بہت پسند ہیں تو انکی باتیں سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ شام کو میرے پاس آنا میں آپ کے ساتھ ایسا آدمی روانہ کروں گا جو طاقت ور بھی ہے اور دیانت دار بھی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس روز جلدی جلدی نماز ظہر کے لیے مسجد میں آیا شاید اس انتخاب میں میرا نام آ جائے کہ بخدا مجھے کوئی قیادت اور امارت کا شوق نہ تھا بلکہ میری یہ تمنا تھی کہ وفد کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں ان کا مصداق میں ٹھہروں آپ ﷺ جب نماز ظہر سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ بڑے غور سے دائیں بائیں دیکھنے لگے اسی دوران میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تا کہ آپ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑے آپ ﷺ مسلسل نمازیوں کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ آپ کی نظر کرم حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی اور انہیں اپنے پاس بلایا اور ارشاد

فرمایا کہ آپ اس وفد کے ساتھ جائیں اور ان کے باہمی اختلافات کو عدل وانصاف کے ساتھ نپٹائیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس موقع پر بے اختیار ہو کر پکار اٹھا کہ آج ابوعبیدہ ہم سے بازی لے گئے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیانت اور امانت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے اور آپ میں قائدانہ صلاحیت بدرجہ اتم پائی جاتی تھی بہت سے مواقع پر آپ کی دیانت اور امانت اور قائدانہ صلاحیتوں کا نہایت خوش اصلوبی سے اظہار بھی ہوا۔ ایک روز رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کی ایک جماعت کو قریش کے ایک قافلے کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور حضرت ابوعبیدہ کو اس جماعت کا امیر مقرر کر دیا اور زادراہ کے لیے کھجوروں کا ایک تھیلا عطا کیا اور صورت حال یہ تھی کہ آپ کے پاس اس کے علاوہ مجاھدین کے زادراہ کے لیے کوئی اور چیز نہ تھی کہ سفر میں صحابہ کرام نے کمال صبرو تحمل کا مظاہرہ کیا اور امیر قافلہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی قیادت اور امانت کا حق ادا کر دیا آپ روزانہ ہر ایک مجاہد کو ایک کھجور دیتے اور وہ اسے کھا کر پانی پی لیتا یہ خوراک دن بھر کے لیے کافی ہوتی اور غزوہ احد میں جب عارضی طور پر مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو ایک مشرک بڑے غضب ناک انداز میں چلّا رہا تھا کہ مجھے بتاؤ مسلمانوں کے نبی محمد ﷺ کہاں ہیں تو اس نازک وقت میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دس جانثار صحابہ کرام میں سے تھے جنہوں رسول اللہ ﷺ کے گرد گھیرا ڈال رکھا تھا اور سینوں پر دشمنوں کے تیر کھا کر حضور ﷺ کی جانب سے دفاع کا فریضہ سرانجام دیا جب جنگ کا زور ختم ہوا تو صورت حال یہ تھی کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک شہید ہو چکے تھے اور آپ ﷺ کی پیشانی مبارک زخمی ہو چکی تھی اور آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں خود کے دو حلقے پیوست ہو چکے تھے آپ ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیزی سے آگے بڑھے تاکہ آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں لگے ہوئے خود کے حلقے نکال دیں اتنے میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور عرض کی خدارا اس خدمت کا موقع مجھے دیں آپ کی محبت دیکھ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف ہو گئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ اندیشہ تھا کہ اگر ہاتھ سے ان حلقوں کو نکالا تو اس سے رسول اکرم ﷺ کو بہت تکلیف ہو گی تو آپ نے اس طرح کیا کہ اپنا ایک دانت مضبوطی سے ایک حلقے میں پیوست کر دیا اور پوری زور سے دانت دبا کر اسے رخسار مبارک سے نکال دیا لیکن اس جستجو میں آپ کا وہ دانت ٹوٹ گیا پھر دوسرے حلقے میں دوسرا دانت پیوست کر دیا اور اسی طرح دوسرا حلقہ بھی نکال دیا اس کوشش میں آپ کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگلے دو دانت ٹوٹ جانے کے باوجود حضرت ابوعبیدہ زیادہ خوب صورت دکھائی دیتے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات میں رسول اکرم ﷺ کے ساتھ شریک رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کو پیارے ہو گئے سقیفہ بنی ساعدہ میں بیعت خلافت کے دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کروں کیوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہر امت کا امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ہیں لیکن حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اس عظیم ہستی سے بھلا کیسے سبقت لے جا سکتا ہوں جسے رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہمارا امام مقرر کر دیا ہو اس کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بالاتفاق بیعت کی حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے دور خلافت میں معاون وخیر خواہ رہے جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات سے پہلے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۃ المسلمین نامزد فرما دیا تو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پورے دور خلافت میں آپ کے مددگار ومعاون اور اطاعت شعار رہے صرف ایک حکم کے علاوہ کسی بھی معاملہ میں آپ کی حکم عدولی نہیں کی کیا آپ کو علم ہے کہ جناب ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفۃ المسلمین کے کس حکم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا؟ واقعہ یہ ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملک شام میں لشکر اسلام کی قیادت کا فریضہ سرانجام دے رہے تھے اور بڑی تیزی سے شہر فتح ہوئے جا رہے تھے پورا ملک شام بھی فتح ہو گیا اور اسلامی حکومت کی سرحدیں مشرق میں دریائے فرات تک اور شمال میں ایشیائے کوچک تک پہنچ چکی تھیں جب فتوحات کا سلسلہ پورے نکتہ عروج پر تھا عین اس موقع پر شام میں طاعون کی ایسی خطرناک وباء پھیلی جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ملتی ۔لوگ بڑی تیزی سے اس بیماری کا شکار ہو رہے تھے حجرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب اس نازک صورت حال کا علم ہوا تو فوراً ایک قاصد کو خط دے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف روانہ کیا خط میں یہ لکھا تھا کہ مجھے آپ سے ایک بہت ضروری کام ہے خط ملتے ہی فوراً میری طرف چل پڑیں اگر رات کو میرا خط ملے تو دن کی انتظار نہ کرنا اور اگر دن کو ملے تو پھر رات کی انتظار نہ کرنا جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط پڑھا تو فرمایا مجھے معلوم ہے کہ امیر المؤمنین کو مجھ سے ضروری کام کیا ہے دراصل وہ ایک ایست آدمی کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو اس دنیا میں ہمیشہ باقی رہنے والا نہیں ہے پھر امیر المؤمنین کو اس خط کا یہ جواب تحریر کیا کہ،،اے امیر المؤمنین بعد از تسلیمات عرض ہے کہ مجھے یہ علم ہے کہ آپ کو میرے ساتھ کیا ضرورہ کام ہے میں اس وقت لشکر اسلام میں ہوں آج مسلمان جس مصیبت میں مبتلا ہیں میں اس نازک حالت میں انہیں تنہا نہیں چھوڑ سکتا اور نہ ہی میں ان سے جدا ہونا چاہتا ہوں یہاں تک کہ رب ذوالجلال میرے اور ان کے متعلق اپنا فیصلہ صادر فرما دے مجھے آپ اس الالہ میں معذور سمجھتے ہوئے ان مجاہدین اسلام میں ہی رہنے کی اجازت مرحمت فرما دیں۔۔۔۔والسلام،،جب یہ خط امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو اسے پڑھ کر آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے آپ کے پاس بیٹھے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو زار و قطار روتے ہوئے دیکھ کر دریافت کیا کہ کیا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوت ہو گئے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں لیکن موت اب ان کے بہت قریب آ چکی ہے اس سلسلہ میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اندازہ غلط نہ تھا تھوڑے ہی عرصہ بعد حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طاعون کی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گئے جب موت کا وقت قریب آیا تو آپ نے لشکر اسلام کو یہ وصیت کی فرمایا کہ میں تمہیں آج ایک وصیت کرتا ہوں اگر آپ لوگوں نے اسے تسلیم کیا تو ہمیشہ خیریت سے رہو گے سنو! نماز قائم رکھنا ،رمضان کے روزے رکھنا ،صدقہ وخیرات کرتے رہنا ،حج بیت اللہ کرنا ،عمرہ ادا کرنا آپس میں ایک دوسرے کو اچھی باتوں کی تلقین کرتے رہنا ،اپنے حکمرانوں کے ساتھ خیر خواہی کے ساتھ پیش آنا اور انہیں کبھی دھوکہ نہ دینا ،دیکھنا کہیں سنیا تمہیں غافل نہ کر دے ،میری یہ بات غور سے سنو! اگر کسی آدمی کو ایک ہزار سال کی بھی عمر مل جائے تو آخر کار اس کا انجام یہی ہوگا جو آج میرے ساتھ دیکھ رہے ہو موت سے کوئی بچ نہیں سکتا سب کو میری طرف سے سلام اور تم پر خدائے ذوالجلال کی رحمت ہو۔پھر معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا معاذ! لوگوں کو نماز پڑھایا کریں اٹھا خدا حافظ یہ کہا اور آپ کی پاکیزہ روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور پھر اس موقع پر حضرت معاذ بن جبل اٹھے اور فرمایا لوگو! آج تم ایک ایسے آدمی کے غم میں مبتلا ہو کہ خدا کی قسم میں نے ان سے بڑھ کر نیک دل ،حسد وبغض سے پاک سینہ ،آخرت سے بہت زیادہ محبت کرنے والا اور عوام الناس کے ساتھ خیر خواہی سے پیش آنے والا کسی اور کو نہ پایا

سب ملکر خلوص دل سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت کی بارش برسائے (12)

فصل دوم صحابیت کے کردار و خدمات کے بیان میں

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمات و کردار

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جہاد میں بھرپور حصہ لیا غزوہ احد میں شریک ہوئیں زخمی مجاہدین کو پانی پلانے اور انکی مرہم پٹی کا فریضہ سرانجام دیا غزوہ احد میں جب مسلمان پسپا ہوئے تو ان میں سے چند ایک کو اسلامی حمیت، غیرت اور خودداری کا درس دیتے ہوئے بڑا ہی تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے فرمانے لگے تم یہاں بیٹھے رہو اور تلوار میرے حوالے کرو اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ خیبر میں بھی دیگر صحابیات کے ہمراہ شریک ہوئیں اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت میں سے ان جلیل القدر صحابیات کو باقاعدہ حصہ بھی عطا فرمایا اور غزوہ حنین میں حضرت ام ایمن اپنی دونوں بیٹوں ایمن اور اسامہ کے ساتھ مجاہدین میں شریک ہوئیں غزوہ حنین میں ایک موقع پر جب مجاہدین میں بھگ دڑ مچی تو عظیم المرتبت صحابہ کرام نبی کریم ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے کر ثابت قدم رہے اور اسی غزوہ حنین میں حضرت ام ایمن کا بڑا بیٹا ایمن بھی شہید ہو گیا تھا اپنے بیٹے کی شہادت پر ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایمان اور یقین اور جذبہ تسلیم و رضا میں مزید اضافہ ہوا تقدیر الٰہی کے فیصلوں پر صبر و تحمل تسلیم و رضا ایمان یقین کے اعتبار سے ام ایمن کا تعلق ان خواتین میں سے تھا جنکو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے۔ جنگ موتہ میں سب سے پہلے اس عظیم المرتبت کا شریک حیات امیر لشکر زید بن حارثہ شہید ہوئے تو اس خاتون نے اپنے خاوند کے شہید ہونے کی خبر کو تسلیم و رضا کے جذبے سے سنا اور اس پر اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی توقعات وابستہ کر لیں (13)

حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پانچ احادیث مبارکہ روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس نے حضرت انس بن مالک اور حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابو یزید المدنی نے حدیث مبارکہ روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ حضرت ام ایمن کی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے جسے حنش بن عبداللہ نے ام ایمن کے حوالے سے نقل کیا کہ آپ نے آٹا چھانا تا کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے روٹی تیار کریں آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ کیا ہے تو انہوں نے عرض کی یہ کھانا ہے میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے لیے چپاتی بناؤں آپ ﷺ نے فرمایا اسے گوندھ لیجیے (14)

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار و خدمات

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں بہت سی خوبیاں ایک ساتھ جمع تھیں جس کی بنا پر انہیں خواتین میں بلند مقام حاصل ہو گیا تھا آپ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت اور حدیث پاک کی روایت کو اپنا شعار بنا لیا تھا اور آپ سے ایک سو پندرہ احادیث مروی ہیں اور آپ سے مروی احادیث مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن مسیّب نے بھی حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیں ہیں آپ نے جہاد کے میدان میں بھی قابل قدر کارنامے سرانجام دیے یہ غزوہ طائف میں شریک ہوئیں اور حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر اللہ تعالیٰ طائف میں آپ کو فتح نصیب فرما دے تو آپ مجھے بادیہ بنت غیلان یا فارعہ بنت عقیل کا زیور عطا کریں یہ دونوں بنو ثقیف قبیلے کی تمام خواتین سے زیادہ عمدہ زیور پہننے والی تھیں حضور ﷺ نے اس سے کہا ،،لم یؤذن لنا حتی الآن فیھم ـــــ وما اظن ان نفتحما الآن ،،

حضرت خولہ نے اس کا تذکرہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ یہ بات سن کر حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور

دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے یہ بات خولہ سے کی ہے؟ حضرت عمر نے کہا کیا لشکر کو میں یہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دے دوں آپ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں تو حضرت عمر نے وہاں سے کوچ کرنے کی اجازت دے دی (15)

حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور ﷺ کی شادی حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کرنے کا جو اہتمام و انتظام کیا تاریخی مصادر میں اس کا تذکرہ بڑے باوثوق ذرائع سے ملتا ہے اس سلسلے کی تمام روایات یوں لب کشائی کتی ہیں کہ جب ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے وفات پائی تو حضرت خولہ حضور ﷺ کے پاس آئیں اور عرض گزار ہوئیں یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا کس سے تو حضرت خولہ نے کہا اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے تو آپ نے فرمایا کنواری کون ہو اور بیوہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے محبوب ساتھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بیوہ حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں وہ آپ پر ایمان لے آئی ہیں اور آپ کی اتباع کو اس نے حرز جان بنالیا ہے آپ نے فرمایا جاؤ ان سے بات کرواور میرا تذکرہ کرو حضرت خولہ کہتی ہیں کہ میں حضرت صدیق اکبر کے گھر داخل ہوئی تو آپ کی بیوی حضرت ام رومان سے کہا مبارک ہو ام رومان اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھر خیر و برکت بھیج دی ہے اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ عائشہ کے ساتھ نکاح کا آپ کو پیغام دوں تو ام رومان نے کہا انتظار کریں صدیق اکبر آنے والے ہیں آپ گھر تشریف لائے تو میں نے یہ تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ وہ تشریف لے آئیں تو حضرت عائشہ کی شادی حضور ﷺ سے کر دی گئی حضرت خولہ فرماتی ہیں کہ پھر میں سودہ بنت زمعہ کے پاس گئی اس سے کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاں خیر و برکت بھیج دی ہے تو اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا حضور ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ تمہاری شادی آپ ﷺ سے کردوں اس نے کہا مجھے پسند ہے آپ میرے ابا جان سے بات کر لیں ان کا والد بہت بوڑھا ہو چکا تھا تو اس نے موافقت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں ہمارے گھر تشریف لے آئیں حضرت خولہ فرماتی ہیں حضور ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے آپ کا نکاح حضرت سودہ سے کر دیا (16)

۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ابوعمرو نے کہا کہ اس حدیث کی سند حفص بن سعد نے اپنے والد کے ذریعے حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تفسیر والضحیٰ میں روایت کی ہے اور ابوعمرو نے کہا کہ اس حدیث پاک کی سند ایسی نہیں ہے جس کے ساتھ حجت لائی جائے پھر شیخ اس حدیث پاک کو بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے ابوبکر بن ابی شیبہ اور طبرانی نے بطریق ابی نعیم ملائی کہ حضرت حفص سے وہ اپنے والد سے اور وہ اپنی ماں سے جو حضور ﷺ کی خادمہ تھیں تخریج کی ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ ایک کتے کا بچہ حضور ﷺ کے کاشانہ اقدس میں گھس کر حضور ﷺ کی چارپائی کے نیچے آ گیا جب حضور ﷺ نے صبح فرمائی تو حضور ﷺ سخت اندوہ ہو گئے تو میں نے حضور ﷺ سے پوچھا اس کا سبب کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا آج رات جبریل علیہ السلام نہیں آئے اور مجھے معلوم نہیں ہے کہ اس کی وجہ کیا ہے اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی چادر مبارک اوڑھی اور گھر سے باہر تشریف لے آئے اور مجھے فرمایا جھاڑو سے گھر کو خوب صاف کر دو پھر میں نے جھاڑو لے کر گھر کی صفائی شروع کر دی اچانک میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کی چارپائی کے نیچے سے ایک کتے کا بچہ مرا پڑا تھا میں نے اسے نکال کر باہر پھینک دیا اس کے بعد حضور ﷺ اس حال میں گھر تشریف لائے کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک لرز رہی تھی جب حضور ﷺ اندر تشریف لائے تو وحی کے آثار نمودار ہوئے اور حضور ﷺ کانپنے لگے پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے خولہ مجھے اکیلا چھوڑ دو یعنی گھر سے باہر چلی جاؤ تو میں اس وقت سورۃ

،،والضحیٰ و الیل اذاسجیٰ ،،آخرتک نازل ہوئی اور یہ کاتب الحروف یعنی صاحب مدارج النبوت فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک کی مانند مشکوۃ شریف میں بروایت حضرت ابن عباس سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے اور امام مسلم کی ایک روایت ان لفظوں سے ہے کہ حضور ﷺ نے ایک بہت رنج وغم میں صبح کی اور فرمایا مجھ سے جبریل علیہ السلام نے آج رات میرے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا مگر وہ نہیں آئے تمہیں خبردار رہنا چاہیے کہ جبریل علیہ السلام نے خدا کی قسم کبھی بھی مجھ سے وعدہ خلافی نہیں کی یعنی بغیر عذر یا سبب کے تو کیا عذر ہوگا جو وہ نہیں آئے اس کے بعد حضور ﷺ کے دل میں خود بخود ڈالا گیا ہوا کہ آپ کے خیمہ میں ایک کتے کا بچہ پڑا اور حکم دیا کہ اس کو خیمہ سے نکال کر باہر پھینک دو اس کے بعد حضور ﷺ نے دست مبارک میں پانی لیا اس جگہ پر چھڑکا پھر جب رات ہوئی تو جبریل رلیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے جبریل تم نے مجھے کل رات آنے کا حتمی وعدہ کیا تھا تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی بے شک میں نے وعدہ کیا تھا لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہو سکتے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس کے بعد حضور ﷺ نے چھوٹے باغوں میں کتوں کو مارنے اور بڑے باغوں کے کتے کو ان کی محافظت کرنے کی خاطر کہ وہ باغ کی رکھوالی کریں تو آپ ﷺ نے ان کو چھوڑنے کا حکم دیا شکار اور حویلی کی حفاظت کھیت اعر باغ کی رکھوالی کے لیے کتا رکھنا جائز ہے(53)

حضرت ام سلیم کا کردار وخدمات

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سوانح حیات کے مطالعے سے انکے ایسے ایسے حیرت انگیز ایمان افروز ولولہ پذیر کارناموں کا پتہ چلتا ہے کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو بڑا ہی مضبوط دل عطا کیا تھا رسول اکرم ﷺ نے اس عظیم المرتبت خاتون کو زخمیوں کو پانی پلانے اور انکی مرہم پٹی کرنے کے لیے غزوات میں شرکت کی اجازت عنایت کرتے حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ام سلیم اور دیگر انصاری خواتین کو زخمیوں کے علاج معالجے اور انہیں پانی پلانے کی خدمات سرانجام دینے کے لیے غزوات میں شریک ہونے کی اجازت عطا کیا کرتے تھے حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور بڑے ہی اہم فرائض سرانجام دے حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دوران جب مجاہدین کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تو میں نے دیکھا حضرت عائشہ اور ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی پیٹھ پر مشکیزے اٹھائے ہوئے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں جب حضور ﷺ غزوہ خیبر کے لیے روانہ ہوئے تو یہ بھی جہاد کا ثواب حاصل کرنے کے لیے آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں اور غزوہ حنین میں حضرت ام سلیم نے اپنی جرأت اور شجاعت کا مظاہرہ بڑے ہی کمال انداز میں کیا وہ اس طرح کہ ایک خنجر اپنی کمر کے ساتھ باندلیا حضرت ابوطلحہ نے اس کی اطلاع حضور ﷺ کو دی کہ ام سلیم کے پاس خنجر ہے ام سلیم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے خنجر اپنے پاس اس لیے رکھا ہے کہ اگر کوئی دشمن میرے قریب آیا تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ام سلیم اور ان کا خاوند حضرت ابوطلحہ ان لوگوں میں سے تھے جنکت بارے میں ایک شاعر نے یہ کہا ہے

نصرو انبیهم و شدوا ازره ---بحنين يوم تو كل البطال (17)

حضرت ام سلیم صحابیات میں سے بڑے ہی بلند مقام پر فائز دکھائی دیتی ہیں آپ کے لیے یہی فضل وشرف کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے اہل بیت میں سے قرار دیتے تھے بعض اوقات حضور ﷺ انکے گھر بھی تشریف لے جاتے تھے ان کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اس خاتون پر اس لیے بہت ترس آتا ہے کہ ان کا بھائی میرا ساتھ دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔حضرت ام سلیم ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جنہیں آپ نے زیارت کا شرف بخشا انکے لیے آپ نے کھانہ تناول کیا چٹائی پر نماز پڑھی اور

آرام کیا حضور ﷺ نے انکے حق میں کثرت سے دعائیں کیں ان وہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے حق میں اتنی دعائیں کیں کہ مجھے مزید دعا کروانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی حضور ﷺ کا جب کبھی ان کے محلے سے گزر ہوتا تو آپ ان کے گھر تشرفی لے جاتے اوت بعض اوقات آپ ﷺ وہاں آرام کے لیے بھی لیٹ جاتے۔ایک روز حضور ﷺ حضرت سلیم کے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے اور چمڑے کی چٹائی پر لیٹ گئے آپ ﷺ کو نیند آ گئی اور آپ کے جسم اقدس سے پسینہ نکل کر چٹائی پر جمع ہونے لگا حضرت ام سلیم نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پسینہ مبارکہ برتن میں ڈالنا شروع کر دیا اتنے میں حضور ﷺ کی آنکھ کھلی آپ نے فرمایا یہ کیا کر رہی ہو تو کہنے لگیں میں یہ بابرکت پسینہ محفوظ کر رہی ہوں تا کہ اسے خوشبو میں ملا کر استعمال کیا کروں اس سے خوشبو دوچند ہو جایا کرے گی حضرت ام سلیم نے اس مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا جس سے حضور ﷺ نے پانی پیا تھا یہ بھی ثابت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے اپنے چند بال مبارک بھی عنایت فرمائے تھے(18)

حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کردار و خدمات

ہجرت نبوی کے تیسرے سال مسلمانوں کو غزوہ احد کا معرکہ پیش آیا تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی اپنے نامدار شوہر اور دو بیٹوں جن کا نام عبداللہ اور حبیب ہے کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئیں جب تک مسلمان فتح یاب رہے آپ مشکیزے میں پانی بھر بھر کر مجاہدین اسلام کو پلاتی تھیں اور زخمیوں کی خبر گیری کرتی تھیں جب چند مسلمانوں کی ایک نادانستہ غلطی کی وجہ سے مجاہدین انتشار کا شکار ہو گئے تو اس وقت نبی اکرم ﷺ گنیی کے چند مسلمانوں کے ساتھ کفار کی بڑی جماعت کے مقابلہ میں میدان میں رہ گئے تو سرور کائنات ﷺ کے ان مقدس جانثاروں میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شمع رسالت پر فدا ہونے کا تہیہ کر لیا اور انہوں نے مشکیزے پھینک کر تلوار اور ڈال سنبھال لی اور خیر البشر ﷺ کے لیے سینہ سپر ہو گئیں اور کفار بھی اس دن شمع رسالت بجھانے تلے ہوئے تھے اور بار بار کوشش کر کے حضور ﷺ کی طرف بڑھتے۔ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پہلے تو انہیں دوسرے چند نفوس قدسی کے ہمراہ تیر تلوار سے روکتیں اور جب کوئی سوار قریب آ کر حملہ آور ہوتا تو اس کا اپنی ڈھال پر روکتیں اور پھر اس کے گھوڑے کے پاؤں پر ایسا بھر پور ہاتھ مارتیں کہ گھوڑا اور سوار دونوں زمین آ گرتے پھر نبی کریم ﷺ ان کے بیٹے عبداللہ کو آواز دیتے وہ دوڑ کر اپنی ماں کے پاس جاتے اور دونوں ماں بیٹے مل کر حملہ آور ہو کر کافر کو واصل جہنم کر دیتے رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ غزوہ احد میں ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے دائیں اور بائیں برابر لڑتے دیکھا تھا یک ایک بدبخت نے دور سے حضور ﷺ پر پتھر پھینکا جس سے رسالت مآب ﷺ کے دو دندان مبارک شہید ہو گئے تو شمع رسالت ﷺ کے پروانے مضطرب ہو کر ادھر متوجہ ہوئے تو ابن قمیہ نامی ایک کافر دوڑتا ہوا حضور ﷺ کے قریب آ گیا اور تلوار کا وار کیا حضور ﷺ خود پہنے ہوئے تھے اب قمیہ کی تلوار خُود پر پڑی اس کی دو کڑیاں رخسار مبارک میں دھنس گئیں اور وہاں سے خون کی دھاریاں پھوٹ نکلیں ام عمارہ بے تاب ہو گئیں اور بڑھ کر ابن قمیہ کو روکا یہ آدمی قریش کا نامی شہسوار تھا لیکن ام عمارہ ذرہ بھی نہ گھبرائیں اس پر نہایت جرات کے ساتھ حملہ کیا اگر وہ زرہ نہ پہنے ہوتا تو اس جانباز مجاہدہ کے وار سے ختم ہو گیا ہوتا لیکن اس کی دوہری ذرہ آڑے ائی اس اسنے پلٹ کر حضرت ام عمارہ پر تلوار کا ایک بھر پور وار کیا حضرت ام عمارہ کے کندھے پر شدید زخم آیا لیکن اب قمیہ کو بھی ٹھہرنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ تیزی سے گھوڑا دوڑا کر بھاگ گیا۔حضرت ام عمارہ کے زخم سے بڑی تیزی سے خون نکل رہا تھا تو رسول کریم ﷺ نے ان کے زخم پر خود پٹی باندھی اور کئی بہادر صحابیہ کا نام لے لے کر فرمایا کہ آج حضرت ام عمارہ نے ان بڑھ کر بہادری دکھائی ہے اور ام عمارہ نے عرض کی یا رسول اللہ

ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان میرے لیے دعا فرمائیں کہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی معیت اور قرب نصیب ہو تو حضور ﷺ نے نہایت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ دعا فرمائی،، مابالی مااصابنی من الدنیا،، یعنی اب دنیا میں مجھے کسی مصیبت کی پرواہ نہیں اور جنگ احد میں حضرت ام عمارہ کے فرزند حضرت عبداللہ زخمی ہوئے تو سرور کائنات نے خود اپنے ہاتھ مبارک سے ان کا زخم باندھا اور پھر فرمایا بیٹے جاؤ جب تک دم میں دم ہے لڑو۔ حضور ﷺ فرمایا اے ام عمارہ جتنی طاقت تجھ میں ہے کسی اور میں کہاں ہوگی اور جنگ احد کے بعد آپ نے بیعت رضوان، جنگ خیبر، غزوہ حنین اور فتح مکہ میں بھی شرکت کا شرف حاصل کیا یمامہ کے قبیلے بنوحنیفہ کا ایک شخص مسلمہ بن حبیب 10ھ کو مدینہ منورہ پہنچا اور رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اسلام قبول کیا لیکن جب وہ اپنے قبیلے میں واپس گیا تو حرص میں اندھا ہو کر مرتد ہو گیا اور کہنے لگا مجھے حضرت محمد ﷺ نے اپنی نبوت میں حصہ دار بنالیا ہے (العیاذ باللہ) اس کے بعد سرور کائنات ﷺ کی خدمت اقدس میں یہ خط بھیجا،، مسیلمہ رسول خدا کی طرف سے محمد رسول خدا کے نام السلام علیکم میں آپ کے کام میں شریک ہوں اور نصف ملک میرے لیے اور نصف قریش کے لیے قرار پایا لیکن قریش ایک زیادتی پسند قوم ہے ،، حضور ﷺ نے مسیلمہ کو یہ جواب لکھوایا،، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم محمد رسول اللہ خدا کا خط مسیلمہ کذاب کے نام جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اس پر سلام ہو اس کے بعد تجھ کو معلوم ہو کہ ملک خدا کا ہے اور وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس کا وارث بنادے اور آخرت کی بہتری پرہیزگاروں کے لیے ہے،، اس خط وکتابت کے جلد ہی بعد رسول کریم ﷺ دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے اب مسیلمہ کھل کھیلا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں اس نے بڑے زاروشور سے نبوۃ کا دعوے کیا بنوحنیفہ کے رؤسا میں ایک شخص نہار الرجال ایاس بن عنقوہ کافی عرصہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں رہا تھا اور حضور ﷺ نے اسے اہل یمامہ کا معلم یا نقیب اسلام مقرر کر کے بھیجا تھا بدقسمتی سے یہ شخص بھی مرتد ہو گیا اور مسیلمہ کا داعی اور حامی بن گیا اس نے ایک جھوٹی حدیث گھڑ کر لوگوں کو سنائی کہ حضور ﷺ نے اس کے سامنے فرمایا تھا کہ مسیلمہ میری نبوۃ میں شریک ہے (العیاذ باللہ) اس جھوٹی حدیث کو سن کر بہت سے لوگوں نے مسیلمہ کذاب کے دعوے کو تسلیم کر لیا تقریباً چالیس ہزار جنگ جو آدمی اس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے اب اس نے اپنے مخالفین کو بڑی اذیتیں پہنچانی شروع کر دیں حضرت ام عمارہ کے فرزند حبیب بن زید عمان سے مدینہ آرہے تھے کہ مسیلمہ کذاب کے آدمیوں نے انہیں گرفتار کر لیا جب وہ مسیلمہ کے سامنے پیش ہوئے تو ان سے سوال کیا کیا تم محمد کو اللہ تعالیٰ کا رسول مانتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا بے شک مسیلمہ نے کہا نہیں کہو مسیلمہ خدا کا رسول ہے آپ نے نہایت سختی اور حقارت سے انکار کر دیا ظالم مسیلمہ نے ان کا ایک ہاتھ کاٹ ڈالا اور کہا کہو مسیلمہ رسول اللہ ہے جواں مرد حبیب نے پھر انکار کر دیا مسیلمہ غضب ناک ہو گیا اس نے انکا ایک بند کاٹ کر ابنی نبوت کے ماننے پر اصرار کیا لیکن اس مرد حق کے پائے ثابت راہ حق سے ذرا بھی نہ ڈگ مگائے محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں پکارتا ہوا اپنے مولائے حقیقی سے جاملا۔ وہ پاک نفس مجاہد جس نے حضرت ام عمارہ کا دودھ پیا تھا ایک کذاب کو کیسے رسول مان سکتا تھا جب حضرت ام عمارہ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اپنے فرزند کی ثابت قدمی پر خدا کا شکر بجالائیں لیکن عہد کر لیا کہ مسیلمہ سے ضرور اس ظلم کا بدلہ لیں گی جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو مسیلمہ کی سرکوبی پر مأمور کیا تو حضرت ام عمارہ بھی حضرت خالد بن ولید کی فوج میں شامل ہو گئیں اور مسیلمہ نے بھی مقابلے کی تیاری کی اس نے بنوحنیفہ اور دوسرے حامیوں کی قبائلی عصبیت کو خوب بھڑکایا اور چالیس ہزار جنگ جوؤں کو حضرت خالد بن ولید کے مقابلے پر لا کھڑا کیا اور دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی اور مسلمانوں کی تعداد مرتدین کا ایک چوتھائی بھی نہ تھی لیکن دین حق کی خاطر وہ اس

پامردی سے لڑے کہ مسیلمہ کی فوج کا منہ پھیر دیا اب مسیلمہ کے بیٹے شرجیل نے اپنے قبیلے کو خطاب کر کے کہا،،اے بنو حنیفہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر مسلمانوں کا مقابلہ کرو آج قوی، غیرت وحمیت کا دن ہے اگر تم نے شکست کھائی تو ہمارے اہل وعیال پر مسلمان قبضہ کر لیں گے اپنے ننگ وناموس کی حفاظت کے لیے کٹ مرو۔ شرجیل کی اس تقریر نے بجلی کا کام کیا بنو حنیفہ اس شدت سے لڑے مسلمانوں کو پیچھے دھکیل دیا مسلمانوں کو اب تک ایسی سخت لڑائی کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا اب حضرت خالد بن ولید نے مسلمانوں کے تمام قبائل کو الگ الگ کر دیا اور اعلان کر دیا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے لڑے تا کہ پتہ چل جائے کہ کون راہ حق میں آج ثابت قدمی دکھاتا ہے اس تدبیر کا خاطر خواہ اثر ہوا کہ ہر قبیلے نے شجاعت اور ثابت قدمی میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کی اور اس جانبازی سے لڑے کہ مسیلمہ کی فوج اپنے متواتر ومسلسل خوفناک حملوں کے باوجود انہیں پیچھے نہ دھکیل سکی اور مسلمانوں کے بڑے بڑے ناتجربہ کار افسران شہید ہو گئے جن میں حضرت زید بن خطاب، حضرت ابو حذیفہ، حضرت ثابت بن قیس وغیرہ بھی شامل تھے لیکن انکے پایہ ثابت میں ذرا بھی جنبش نہ ہوئی اب مسیلمہ کی فوج پیچھے ہٹی اور اس کے باغ حدیقۃ الرحمن میں گھس کر اندر سے پھاٹک بند کر دیا حضرت ابرار بن مالک دیوار پھلانگ کر باغ کے اندر کود پڑے اور نہایت شجاعت کے ساتھ لڑتے بھڑتے باغ کت دروازے پر چلے گئے اور پھاٹک اندر سے کھول دیا اب مرتدین اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کن جنگ شروع ہوگئی اور حضرت ام عمارہ نے شروع سے لے کر اب تک بڑی شدت کے ساتھ لڑ رہیں تھیں بار بار زخم کھاتیں اور دشمنوں کی صفیں الٹاتی تھیں مسیلمہ تک جانے کی کوشش کرتیں لیکن بنو حنیفہ کی آہنی دیوار رستے میں حائل ہو جاتی اور حضرت خالد بن ولید مسیلمہ کو جہنم واصل کرنے کی تاک میں تھے لیکن موقع ہاتھ نہ آرہا تھا اس وقت بارہ سو کے قریب مسلمان جام شہادت نوش کر چکے تھے اور نو ہزار کے قریب مرتدین بھی قتل ہو چکے تھے اور لڑائی کا رخ پلٹنا شروع ہو گیا تھا اب مسیلمہ جان بچا کر بھاگنے کے چکر میں تھا کہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے تاک لیا اور زخم پر زخم کھاتیں اور اپنی برچھی سے صفیں الٹاتی اس کی طرف بڑھیں اس کوشش میں انہیں گیارہ زخم آئے اور ایک ہاتھ بھی کلائی سے کٹ گیا مسیلمہ کے قریب پہنچ کر اس پر حملہ کرنا چاہتی تھیں کہ اتنے میں دو تلواریں اس پر ایک ساتھ پڑیں اور وہ کٹ کر گھوڑے کے نیچے جا گرا ام عمارہ نے نظر اٹھا کر دیکھا تو اپنے پہلو میں اپنے فرزند عبداللہ کو کھڑے پایا اور قریب ہی وحشی کھڑا تھا وحشی نے اپنا برچھا مسیلمہ پر پھینکا تھا اور حضرت عبداللہ نے اسی وقت اس پر تلوار کا وار کیا تھا اور حضرت ام عمارہ اپنے بیٹے کے قاتل اور مسلمانوں کے اس بدترین دشمن کی موت پر سجدہ شکر بجالائیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر صحابہ کرام حضرت ام عمارہ کی فضیلت اور قدر وقیمت جانتے تھے انہوں نے بڑی تندہی سے ان کا علاج کیا اور کچھ عرصہ بعد ان کے زخم ٹھیک ہو گئے اگرچہ ایک ہاتھ ہمیشہ کے لیے خدا کی راہ میں داغ جدائی دے گیا حضرت ام عمارہ کے سال رحلت کے بارے میں تمام تاریخیں خاموش ہیں اور ایک رویت سے پتہ چلتا ہے کہ وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں بھی زندہ تھیں اور انہی کی خلافت میں انہوں نے وفات پائی چنانچہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک دفعہ مال غنیمت میں ایک نہایت ہی قیمتی زر کا دوپٹہ آیا کچھ لوگوں نے رائے دی کہ دوپٹہ عبداللہ بن عمر کی اہلیہ کو دے دیا جائے اور بعض نے کہا کہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دے دیا جائے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نہیں اس کی سب سے زیادہ مستحق حضرت ام عمارہ ہیں کیوں کہ احد کے دن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا،، ماالتفت یوم احد یمینا واال شمالا الا وارا ھا تقاتل دونی،، یعنی احد کے دن میں جدھر دیکھتا ام عمارہ ہی ام عمارہ لڑتی نظر آتی تھیں۔ چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ دوپٹہ حضرت ام عمارہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ حضرت ام

عمارہ نے چند احادیث بھی روایت کیں ہیں جو حارث بن عبداللہ، ام سعد، عباد بن تمیم بن زید لیلی اور عکرمہ سے مروی ہیں (19)

خاتمہ فوئدونتائج بحث کے بیان میں

مقالہ ہذا کی ساری ابحاث کا خلاصہ ونتیجہ یہ نکلا کہ صحابہ کرام وصحابیات نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی ذات کے لیے وقف کر دیا انہوں نے اپنے مال واولاد کی پرواہ بھی نہ کی حتیٰ کہ اپنی جانیں بھی آپ کی خواطر قربان کر دیں۔ان تمام صحابہ وصحابیات میں سے کچھ ایسے حضرات بھی تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لیے حضور ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ چاہے دن ہو یا رات،سفر ہو یا حضر،خوشی ہو یا غمی،امن کی حالت ہو یا جنگ میں بہرصورت بارگاہ مصطفیٰ میں خدمت کے لیے حاضر رہتے۔جس طرح ربیعہ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشاء کی نماز کے بعد آرام کرنے کی بجائے حضور ﷺ کے دروازے کے سامنے بیٹھ جاتے اور یہ چاہتے تھے کہ اگر رات کے وقت بھی آپ ﷺ کو کسی کام کی ضرورت پیش آئے وہ کام آپ خود نہ کریں بلکہ اس کام کو سرانجام دینے کے لیے میرا انتخاب کیا جائے،اسی طرح صحابیات نے بھی اپنے آپ کو حضور ﷺ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ۔صحابیات بھی چاہتی تھیں کہ وہ صحابہ کرام کی طرح بڑھ چڑھ کر آپ ﷺ کی خدمت کریں حتیٰ کہ اپنی جانوں کا بھی نذرانہ پیش کر دیں۔جسطرح میدان احد میں حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب دیکھا کہ کفار حضور ﷺ پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں تو آپ نے پانی کا مشکیزہ پھینک دیا ورتلوار اٹھا کر جرت و بہادری کے ساتھ حضور ﷺ کے دفاع میں کفار کے شہ سوار ابن قمیہ کا مقابلہ کیا۔حضور ﷺ نے آپ سے فرمایا کہ

اے ام عمارہ!جتنی طاقت تجھ میں ہے وہ کسی اور میں کہاں ہو گی۔

تو صحابہ کرام اور صحابیات نے حضور ﷺ کے لیے اپنے مال،آل،اولاد اور جان قربان کر کے ہمیں یہ درس دیا کہ کیسا بھی وقت ہو زندگی کے ہر لمحے میں حضور ﷺ سے محبت اور آپ پر جان قربان کرنے کا جذبہ تمہارے اندر بھی ہو اور اپنی آنے والی نسلوں کو یہ سبق دینا ہے کہ اگر آپ ﷺ پر جان بھی قربان کرنی پڑے تو دریغ نہیں کرنا اور اپنے آپ کو عشق ومحبت میں ثابت قدم رکھنا دنیا وآخرت کی کامیابی اسی میں ہے۔

فہرست آیات قرآنیہ

1	ھوالذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو ا من قبل لفی ضلال مبین	
2	والسابقون الاولان من المھاجرین والانصار والذین اتبعوھم باحسان رضی اللہ عنھم ورضو عنہ واعد لھم جنت تجری تحتھا الانھارخالدین فیھا ابدا ذلک الفوز العظیم	
3	ولکن اللہ حبب الیکم الایمان وزینہ فی قلوبکم وکرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان اولئک ھم الرشدون	
4	محمد رسول اللہ ولذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ذلک مثلھم فی التورات ومثلھم فی الانجیل	
5	والذین یکنزون الذھب والفضۃ	
6	لاتجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوآدّون من حآدّاللہ ورسولہ ولو کانو آبائھم او اخوانھم او عشیرتھم اولٓئک کتب فی قلوبھم الایمان و ایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھاالانھار خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضو عنہ اولٓئک حزب اللہ الاان حزب اللہ ھم المفلحون	
7	والضحیٰ والیل اذاسجیٰ	
8	انا للہ ونا الیہ راجعون	
9	فَج عَمِیق	
10	بیت عتیق	
11	اِنَّ اللہ یَامُرُ کُم بِالْعَدُلِ وَالِاحُسَانِ وَالِایْتَاءِ ذِیالْقُربی	
12	فَمَنُ یَعُمَلُ مِثُقَالَ ذَرَّۃٍ خَیراًیَرہ، وَ مَنُ یَعُمَلُ مِثُقَالَ ذَرَّۃٍشَرًّا یَرہ،	
13	لَیسَ بِاَمَانِیِّکُمُ وَلَااَمَانِی اَھُلِ الُکِتَابِ مَن یَّعُمَلُ سُوءً یُجُزَ بِہٖ لَہ، مِنُ دُونِ اللہ وَلِیّاً وَلَا نَصِیُراً	

14	قُلْ يٰعِبَادِيَالَّذِيْنَ اَسْرَفُواْ عَلىٰ اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِن رَّحْمَةِ الله اِنَّ الله يَغْفِرُالذُّنُوبَ جَمِيْعاًاِنَّه‘هُوَالْغَفُوْرُ الرَّحِيْم	
15	بسم الله الرحمٰن الرحيم الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمه البيان	
16	قُل اعوذ برب الفلق	
17	قل اعوذ برب الناس	
18	وان جندنا لهم الغالبون	

فہرست احادیث مبارکہ

15	نحن الذين بايعو محمدا.....على الجهاد ما بقينا ابداً	
16	اللهم انه' لاخير الاخير الآخره فبارك فى الانصار والمهاجره	
17	لم يؤذن لناحتى الآن فيهم ----وما اظن ان نفتحما الآن	

حوالہ جات

حوالہ جات مقدمہ

﴿ 1 ﴾ سورۃ الجمعہ الآیۃ 2 ﴿ 2 ﴾ سورۃ توبہ الآیۃ 100 ﴿ 3 ﴾ سورۃ الحجرات الآیۃ ۷
﴿ 4 ﴾ سورۃ الفتح الآیۃ 29
﴿ 5 ﴾ فتح المغیث ج 4 ص 88، محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی ، مکتبہ دارالامام الطبری ﴿ 6 ﴾ المسائل والرسائل ج 1 ص 394 امام احمد بن حنبل مکتبہ دارطیبۃ الریاض ﴿ 7 ﴾ الکفایہ فی علم الروایہ ج 1 ص 50 حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، خطیب بغدادی ، مکتبہ دارالعلمیہ بیروت
﴿ 8 ﴾ صحیح بخاری کتاب فضائل الصحابہ ج 1 ص 515 محمد بن اسماعیل بخاری ، قدیمی کتب خانہ کراچی ﴿ 9 ﴾ صحیح مسلم ج2 ص300 مسلم بن حجاج القشیری مکتبہ دارالھدیٰ پشاور

باب اول کے حوالہ جات

﴿ 1 ﴾ صحیح بخاری کتاب المناقب ج1 ص 515 ﴿ 2 ﴾ الکفایہ فی علم الروایہ ج1 ص 51 ﴿ 3 ﴾ ایضاً ﴿ 4 ﴾ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج 1 ص 12 ,11 امام ابوالحسن ابن اثیرالجزری دارالفکر بیروت ﴿ 5 ﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج 1 ص 58, 57 ,56 علامہ ابن حجر عسقلانی مکتبہ رحمانیہ لاہور ﴿ 6 ﴾ خلاصہ شرح نخبۃ الفکر ص 53 ,52 عبدالرزاق بھترالوی مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
﴿ 7 ﴾ اسوہ صحابہ ج 1 ص 26 , 25 عبدالسلام ندوی مکتبہ دارالقدس پبلیشرز لاہور ☆ بستان صحابہ ص 6,7, محمد ادریس بھوجیانی مکتبہ رحمانیہ ٹوبہ ٹیکسنگھ ﴿ 8 ﴾ مجالس المؤمنین ج 1 ص 152 , 153 قاضی نوراللہ شوستری ، عباس بک ایجنسی لکھنؤ ﴿ 9 ﴾ جواہرالبحار ج 1 ص616 یوسف بن اسماعیل نبھانی مکتبہ ضیاءالقرآن لاہور
﴿10﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج 1 ص 56 ﴿11﴾ ایضاً ج 1 ص 57 ﴿12﴾ اسوہ صحابہ ج 1 ص 25

حوالہ جات باب دوم

﴿1﴾ مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح , ج1 ص27 , مفتی احمد یار خان نعیمی, نعیمی کتب خانہ گجرات ﴿2﴾ مدارج النبوۃ , ج2 ص582 , شیخ عبدالحق محدث دہلوی , مکتبہ ضیاءالقرآن لاہور ﴿3﴾ مدارج النبوۃ , ج2 ص582 ﴿4﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو, ص 26,27,28 عبدالرحمان الباشاء , نعمانی کتب خانہ لاہور ☆ مدارج النبوۃ , ج2 ص 582 ☆ سیرت مصطفےٰ جان رحمت, ج4 ص922 , امام احمد رضا خان فاضل بریلوی, مکتبہ ضیاءالقرآن لاہور ﴿5﴾ مدارج النبوۃ , ج2 ص583 ﴿6﴾ طبقات ابن سعد, ج2 ص31 , ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری , مکتبہ الخانجی قاہرہ ﴿7﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ , ج1 ص498 ☆ مدارج النبوۃ , ج 2 ص583 ☆ حیات صحابی کے درخشاں پہلو, ص525,526 ﴿8﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ, ج4 ص167 ﴿9﴾ اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ, ج3 ص423 ﴿10﴾ ایضاً , ج3 ص423 ☆ حیات صحابی کے درخشاں پہلو, ص30,31,32 ﴿11﴾ مدارج النبوۃ , ج2 ص585 ﴿12﴾ مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح, ج3 ص363 ﴿13﴾ السیرۃ النبویہ , ج1 ص234 , سید احمد بن زینی دحلان, مکتبہ ضیاءالقرآن لاہور ﴿14﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو, ص72,73, 70,71 ﴿15﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص584 ﴿16﴾ مدارج النبوۃ , ج2 ص585,586 ﴿17﴾ صفہ اور اصحاب صفہ , ص160, مفتی مبشر, مکتبہ اسلامیہ لاہور ﴿18﴾ السیرۃ النبویہ , ج1 ص304 ﴿19﴾ السیرۃ النبویہ, ج1 ص306,307 ﴿20﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص680 ﴿21﴾

مدارج النبوۃ ,ج2 ص 681 ﴿22﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص 584 ﴿23﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص584 ﴿24﴾ مدارج النبوۃ, ج2 ص586 ﴿25﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص586 ☆ سیرت مصطفے جان رحمت ,ج4 ص922 ﴿26﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص586 ﴿27﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص 586,587 ﴿28﴾ مدارج النبوۃ ,ج2ص587 ﴿29﴾ مدارج النبوۃ, ج2 ص589,590 ﴿30﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص590 ﴿31﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص 591

﴿32﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص591 ﴿33﴾ مدارج النبوۃ ,ج2 ص 592 ☆ حیات صحابی کے درخشاں پہلو, ص117,118,119 ﴿34﴾مدارج النبوۃ ج2 ص 592 ﴿35﴾ سیر الصحابیات ,ص78 ,مولنا سعید انصاری ,مشتاق بک کارنر لاہور ﴿36﴾ جنتی زیور ص514 عبدالمصطفیٰ اعظمی مکتبۃ المدینہ کراچی ﴿37﴾ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج4 ص244 یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر دارالفکر بیروت ﴿38﴾ صحابیات مبشرات ص370 محمود احمد غضنفر مکتبہ قدوسیہ لاہور ﴿39﴾ طبقات ابن سعد ج2 ص306 ﴿40﴾ سیر الصحابیات ص78 ﴿41﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج4 ص 416 ☆ طبقات ابن سعد ج2 ص323,333 ﴿42﴾ سیر الصحابیات ص78 ﴿43﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص587 ﴿44﴾ ☆ طبقات ابن سعد ج8 ص108 ☆ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج4 ص281 ☆ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ ج5 ص444 ☆ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج4 ص 283 ﴿45﴾ دلائل النبوۃ للبیہقی ج2ص211 ابوبکر احمد بن حسین بیہقی دارالفکر بیروت ☆ انصاب الاشراف ج1 ص308 امام احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری دارالفکر بیروت ☆ البدایہ والنہایہ ج2 ص130 ☆ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج4 ص 349 ﴿46﴾ طبقات ابن سعد ج3ص390 ☆ سیر اعلام النبلاء ج1 ص157,158 ﴿47﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص588,589 ﴿48﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص589 ﴿49﴾ مدارج النبوۃ ج2 ص589 ﴿50﴾ طبقات ابن سعد ج4 ص424 ☆ سیر اعلام النبلاء ج2 ص304 ☆ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج1 ص84 ﴿51﴾ طبقات ابن سعد ج8 ص425 ☆ سیر اعلام النبلاء ج2 ص305

﴿52﴾ طبقات ابن سعد ج8ص431,432 ﴿53﴾ التاج الجامع للاصول ج3 ص386 شیخ منصور علی ناصف دارالجیل بیروت

﴿54﴾ الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج4 ص473 ﴿55﴾ تاریخ اسلام کی نامور خواتین ص216,217,218 عبدالقیوم حقانی مکتبہ مطبعۃ العربیہ لاہور

تیسرے باب کے حوالہ جات

﴿1﴾ اصحاب بدر ص131 قاضی محمد سلیمان منصور پوری مکتبہ اسلامیہ لاہور ﴿2﴾ آئینہ سیرت حضرت انس بن مالک ص53,54,55,57,58,59 ابن عبدالشکور مکتبہ خلیل لاہور ﴿3﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو ص128,129,130,131,132,133 ﴿4﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو ص526,527,528,529,530,531,532 ﴿5﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو ص532,533,534,535 ﴿6﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو ص173,174,175,176,177 ﴿7﴾ سیرت حضرت بلال ص81,82 حسیب القادری اکبر بک کارنر لاہور

﴿8﴾ سیرت حضرت بلال ص85,86

﴿9﴾ سیرت حضرت بلال ص87,88,89,90 ﴿10﴾ سیرت حضرت بلال ص92,93 ﴿11﴾ حیات صحابی کے درخشاں پہلو ص 120,121,122,23,124

﴿12﴾ انصاب الاشراف ج1 ص326 ﴿13﴾ سیر اعلام النبلاء ج 2ص68 ﴿14﴾ السیرۃ النبویہ ج2 ص484 ﴿15﴾ طبقات ابن سعد ج8 ص58

﴿16﴾ مداج النبوۃ ج 2 ص588,589 ﴿17﴾ سیرت حلبیہ ج3ص81 علی بن برہان الدین دارالاشاعت کراچی ﴿18﴾

التاج الجامع للاصول ج 3 ص386 ☆ سیرت حلبیہ ج3ص83 ☆ الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج 4 ص439 ☆ تہذیب التہذیب ج12ص472 حافظ ابن حجر عسقلانی دار الکتب العلمیہ بیروت☆ طبقات ابن سعد ج 8 ص429

﴿19﴾ تاریخ اسلام کی نامور خواتین ص218,219,220,221,222,223,224

ماخذ ومراجع

1	کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا خان فاضل بریلوی	مکتبۃ المدینہ کراچی
2	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل، امام بخاری	قدیمی کتبخانہ کراچی
3	صحیح مسلم	امام مسلم بن الحجاج القشیری	مکتبہ دارلھدیٰ پشاور
4	مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح	مفتی احمد یار خان نعیمی	نعیمی کتب خانہ گجرات
5	دلائل النبوہ	بوبکر احمد بن حسین بیہقی	دارالفکر بیروت
6	سیرۃ الحلبیہ	علی بن برہان الدین	دارالاشاعت کراچی
7	الاصابہ فی تمیز الصحابہ	ابن حجر عسقلانی	مکتبہ رحمانیہ لاہور
8	اسدالغابہ فی معرفۃ الصحابہ	عزالدین بن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری	دارالفکر بیروت
9	مداج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی	مکتبہ ضیاء القرآن لاہور
10	جواہر البحار	محمد یوسف بن اسماعیل نبہانی	مکتبہ ضیاء القرآن لاہور
11	سیرت مصطفیٰ جان رحمت	امام احمد رضا خان فاضل بریلوی	مکتبہ فیضان سنت لاہور
12	السیرۃ النبویہ	احمد بن زینی دحلان	مکتبہ ضیاء القرآن لاہور
13	جنتی زیور	عبدالمصطفیٰ اعظمی	مکتبۃ المدینہ کراچی
14	سیراعلام النبلاء	شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان الذہبی	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
15	اصحاب بدر	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	مکتبہ اسلامیہ لاہور
16	صفہ اور اصحاب صفہ	مفتی مبشر	مکتبہ اسلامیہ لاہور
17	سیرالصحابیات	سعید انصاری	مشتاق بک کارنر لاہور
18	آئینہ سیرت حضرت انس بن مالک	ابن عبدالشکور	مکتبہ خلیل لاہور

19	حیات صحابہ کے درخشاں پہلو	عبدالرحمٰن رافت الباشاء مترجم: محمود احمد غضنفر	نعمانی کتب خانہ لاہور
20	اسوہ صحابہ	عبدالسلام ندوی	دارالقدس پبلیشرز لاہور
21	طبقات ابن سعد	ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع الزہری	مکتبۃ الخانجی قاہرہ
22	بستان صحابہ	محمد ادریس بھوجیانی	مکتبہ رحمانیہ دارالسلام ٹوبہ ٹیکسنگ
23	صحابیات مبشرات	محمود احمد غضفر	مکتبہ قدوسیہ لاہور
24	انساب الاشراف	امام احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری	دارالفکر بیروت
25	صحابیات طیبات	احمد خلیل جمعہ	نعمانی کتب خانہ لاہور
26	تاریخ اسلام کی نامور خواتین	عبدالقیوم حقانی	مکتبہ المطبعۃ العربیہ لاہور
27	الکفایہ فی علم الروایہ	حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت، خطیب بغدادی	مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت
28	خلاصہ شرح نخبۃ الفکر	عبدالرزاق بھترالوی	مکتبہ امام احمد رضا راولپنڈی
29	الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	یوسف بن عبداللہ بن عبدالبر	دارالفکر بیروت
30	تہذہب التہذیب	حافظ ابن حجر وسقلانی	مکتبہ دارالکتب العلمیہ بیروت
31	البدایہ والنہایہ	عمادالدین حافظ ابن کثیر	نفیس اکیڈمی لاہور
32	المسائل والرسائل	امام احمد بن حنبل	مکتبہ دارطیبۃ الریاض
33	فتح المغیث	محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد شمس الدین السخاوی	دارالامام الطبری
34	زادالمعاد	محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیہ	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
35	التاج الجامع للاصول	شیخ منصور علی ناصف	دارالجیل بیروت

36	مجالس المؤمنین	قاضی نوراللہ شوستری	عباس بکس ایجنسی لکھنؤ انڈیا
37	سیرت حضرت بلال	حسیب القادری	اکبر بک سیلرز لاہور